عروہ اسلامک سیریز

(جماعت IX)

عصری مدارس کے طلبہ و طالبات کے لئے جدید تعلیمی نفسیات اور
اصول تدریس کی روشنی میں ترتیب دیا گیا دینی تعلیم کا منفرد نصاب

عروہ ایجوکیشنل ٹرسٹ ، حیدرآباد

فہرست مضامین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
1	**قرآن 5-55**	
2	حق کی نشانیاں	6
3	پرندے کی حفاظت	8
4	پانی کا ذخیرہ	10
5	سبا والوں کی تباہی	12
6	حضرت عیسیٰ کے بارے میں غلط عقیدہ	15
7	بہترین اُمت	18
8	انصاف کے ساتھ گواہی	21
9	ایک ماں باپ کی اولاد	24
10	چاند کیا ہے؟	27
11	روزے کی فرضیت	30
12	عمدہ مال کا صدقہ	33
13	نذر کے احکام	35
14	سود خور کا انجام	38
15	حجاب کا حکم	41
16	مومن کی آزمائش	43
17	فتح و شکست کا مدار	46
18	دہشت گرد کون؟	48
19	مسلمانوں کے دوست	50
20	نومسلموں کا ایمان واخلاق	53
	حدیث 56-91	
21	افضل ایمان	57
22	تقدیر اور کوشش	59
23	سو شہید کا ثواب	61
24	توبہ	63
25	تنگی سے نجات	65
26	ضرورت مندوں کی مدد	67
27	پرہیزگاری	70
28	روزی کمانے کا مقصد	73
29	حرام غذا	75
30	امیر کی اطاعت	77
31	جماعت سے وابستگی	79

32	انسانیت کا احترام	82
33	دوا علاج کا حکم	84
34	گانے بجانے کی ممانعت	86
35	بری عادتیں	88
36	راستے کے آداب	90
	فقہ 92-120	
37	حرام ذبیحہ	93
38	ذبح کا مستحب طریقہ	96
39	نگاہ کا حکم/احتکار	99
40	قسم کا بیان	102
41	قسم کا انعقاد	104
42	قسم کا کفارہ	106
43	وصیت کا بیان	108
44	نکاح کا بیان	111
45	محرم عورتوں کا بیان	113
46	مہر کا بیان	115
47	ولی کا بیان	117
48	بین مذاہب نکاح	119

ابتدائیہ

عروہ ایجوکیشنل ٹرسٹ عصری تعلیمی اداروں میں دینی تعلیم کا مؤثر انتظام کرنا چاہتا ہے؛ تاکہ مسلم طلبہ وطالبات دین سے کماحقہٗ واقف ہوسکیں، اس سلسلہ میں ٹرسٹ نے دینی تعلیم کا ایک جامع اور اور متوازن نصاب ترتیب دینے کا منصوبہ بنایا ہے، جس میں قرآن، حدیث، فقہ، سیرت اور تاریخ اسلام کو بنیادی مضامین کی حیثیت سے شامل کیا جائے گا، یہ نصاب اول جماعت سے لے کر دسویں جماعت تک کے طلبہ و طالبات کی دینی ضرورتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے مرتب ہوگا، الحمد اللہ ٹرسٹ کو کئی نامور ماہرین تعلیم اور متبحر علماء کا علمی تعاون حاصل ہے، جن میں پروفیسر جمیل النساء ہاشمی (سابق صدر شعبہ عربی عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد)، محترمہ شاہانہ سعید صاحبہ (پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر، شعبہ اسلامیات، عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد) اور سید اسرار الحق (لکچرار گورنمنٹ کالج، شادنگر) خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ان کے علاوہ جناب مولانا نثار احمد قاسمی، جناب مفتی عمران سبیلی، جناب مولانا صلاح الدین قاسمی اور جناب مولانا محمد شاہد قاسمی (اساتذہ معہد البنات، حیدرآباد) بھی مجوزہ نصاب کی تیاری میں ٹرسٹ کے ساتھ تعاون کررہے ہیں، اس لئے اُمید ہے کہ جلد ہی مجوزہ نصاب منظر عام پر آجائے گا۔

پچھلے ۱۰/ سالوں سے عروہ ایجوکیشنل ٹرسٹ کے زیر انتظام چلنے والے اسکولس میں دینی تعلیم کا وہ نصاب پڑھایا جاتا رہا ہے جو مولانا مفتی سید اسرار الحق سبیلی نے مرتب کیا ہے، پچھلے سالوں کے تجربوں اور اساتذہ کرام کے مشوروں کی روشنی میں انتظامیہ نے اس نصاب میں تبدیلی کی ضرورت محسوس کی، چوں کہ نصاب کی ترتیب کا کام کئی نزاکتوں سے جڑا ہوا ہے، اس لئے انتظامیہ نے طے کیا ہے کہ موجودہ نصاب میں جزوی ترمیم کرکے اُسی نصاب کو تعلیمی سال ۲۰۱۳-۲۰۱۴ء میں زیر تدریس رکھا جائے، ان شاء اللہ آئندہ تعلیمی سال ۲۰۱۴-۲۰۱۵ء سے عروہ ایجوکیشنل ٹرسٹ کا مرتب کردہ جدید نصاب داخل نصاب کیا جائے گا؛ تاکہ طلبہ کی دینی تعلیم سائنٹیفک انداز میں ہوسکے۔

اخیر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری نئی نسل کی دین سے وابستگی کو مستحکم کرے اور دین کے فہم کو ہم سب کے لئے آسان کردے۔ (آمین)

محمد شہاب الدین سبیلی

(سکریٹری عروہ ایجوکیشنل ٹرسٹ)

قرآن

لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ گئی ہے، یہ وہ چیز ہے جو دلوں کے امراض کی شفاء ہے، اور جو اسے قبول کر لے اُن کے لئے رہنمائی اور رحمت ہے، اے نبی کہو کہ یہ اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی ہے کہ یہ چیز اس نے بھیجی، اس پر تو لوگوں کو خوشی منانی چاہیئے، یہ اُن سب چیزوں سے بہتر ہے جنہیں لوگ سمیٹ رہے ہیں۔

حق کی نشانیاں

سَنُرِيهِمْ اٰيَاتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَ فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ،
اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ . (حم السجدة : ۵۳)

ترجمہ:

عنقریب ہم ان کو اطرافِ عالم میں اور خود ان کی جانوں میں بھی اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائیں گے، یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ یہ (قرآن) حق ہے، کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ تمہارا پروردگار ہر چیز پر گواہ ہے۔

- اس آیت کا ایک مفہوم یہ ہے کہ جس قرآن کی دعوت کو مکہ کے لوگ جھٹلا رہے ہیں، وہ دعوت مکہ کے اطراف واکناف اور خود ان کے درمیان جھٹلا رہے تھے، وہ بالکل حق تھا، چنانچہ مکہ فتح ہونے کے بعد یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور بشمول مکہ پورا جزیرۃ العرب اسلام میں داخل ہو گیا اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں پورے عالم میں اسلام اور قرآن کی دعوت پھیل گئی۔

- دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کائنات میں اور خود انسان کی ذات میں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائیں گے، چنانچہ زمینات، سمندر اور فلکیات کے سائنسی ماہرین قدرت کی حیرت انگیز نشانیوں کا مشاہدہ کرتے ہیں اور جنیٹک سائنس کے ماہرین انسان کے اندرونی نظامِ تخلیق کو دیکھ کر حیرت زدہ رہتے ہیں، نیز اللہ تبارک وتعالیٰ جنگلوں، بادلوں، سمندری طوفان، ترکاریوں اور انسان کے اندرونی اعضاء میں گاہے بگاہے اپنے نام

اور اپنے کلمہ کو ظاہر فرماتا رہتا ہے، جن کی خبریں اور تصویریں ہم اخباروں میں دیکھتے رہتے ہیں۔

- آیت کے آخر میں یہ بتایا گیا ہے کہ لوگوں کو گناہوں سے بچنے کے لئے یہ بات کافی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی ہر حرکت کو دیکھ رہا ہے یا اس کا یہ مطلب ہے کہ قرآن کے حق ہونے کی کوئی گواہی دے یا نہ دے، اللہ تعالیٰ اور اس کی ہر چیز قرآن کے حق میں ہونے کی گواہی دے رہی ہے۔

I مختصر سوالات:

ا: اللہ تعالیٰ اپنی نشانیاں کہاں دکھائیں گے؟

۲: اللہ تعالیٰ اپنی نشانیاں کیوں دکھاتے ہیں؟

۳: اللہ تعالیٰ کس بات کے لئے کافی ہے؟

II تفصیلی سوالات:

ا: آیت کا مفہوم کیا ہے؟

۲: آیت کا دوسرا مفہوم کیا ہے؟

۳: آیت کے آخر میں کیا بتایا گیا ہے؟

III عملی کام:

آیت کے دوسرے مفہوم کے مطابق درخت، بادل اور ترکاری وغیرہ پر اللہ کے نام کی تصاویر بازاروں میں ملتی ہے، انہیں جمع کر کے کمرہ جماعت میں چسپاں کریں۔

پرندے کی حفاظت

اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ فَوْقَھُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّ یَقْبِضْنَ ، مَایُمْسِکُھُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ، اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیْءٍ بَصِیْرٌ . (الملک: ۱۹)

ترجمہ:

کیا انہوں نے اپنے اوپر اُڑتے ہوئے پرندوں کونہیں دیکھا جو پروں کو پھیلاتے رہتے ہیں اور کبھی سمیٹ بھی لیتے ہیں، یادرکھو کہ خدائے رحمٰن کے سوا ان کوکوئی تھامنے والانہیں، بلاشبہ وہ ہر چیز کودیکھتا ہے۔

- انسان ہر روز دیکھتا ہے کہ پرندے آسمان میں اپنے پروں کو پھیلائے اور سمیٹے بے تکلف اُڑ رہے ہیں اور زمین پر گرتے نہیں ہیں، آخر وہ کون سی طاقت ہے جو اس کو زمین پرگرنے سے روکتی ہے؟
- اللہ تعالیٰ نے ہی پرندے کی ساخت ایسی بنائی ہے اور اسی میں اُڑنے کی صلاحیت رکھی ہے، اللہ نے ہی پرندے کو اُڑنا سکھایا اور ہوا کو ایسے قوانین کا پابند کیا جن کی بدولت ہوا سے زیادہ بھاری جسم والے پرندوں کے لئے اُڑنا ممکن ہوا۔
- انسان نے اسی پرندے کو فضاء میں اُڑتے دیکھ کر اور اس پر مسلسل غور وفکر اور تجربات کے ذریعہ ہوائی جہاز بنانے میں کامیابی حاصل کرلی۔
- آسمان میں اُڑنے والا ہر پرندہ اور ہر ہوائی جہاز اللہ کی حفاظت اور نگرانی میں ہوتا ہے۔

۞ اللہ تعالیٰ کی توجہ اور نظر نہ صرف پرندے بلکہ کائنات کی ہر ہر مخلوق پر ہے اور مخلوقات کی اس بھیڑ میں کوئی اللہ کی نگاہ سے بچ نہیں سکتا، اس لئے ہمیں نہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا چاہیے اور نہ ہی اس کے عذاب سے بے خوف ہونا چاہیے۔

I سوالات :

ا: آسمان پر پرندے کس طرح اُڑتے ہیں؟

۲: پرندے کو گرنے سے کون روکنے والا ہے؟

۳: پرندوں کے لئے کس طرح اُڑنا ممکن ہوا؟

۴: انسان نے ہوائی جہاز کس طرح بنایا؟

۵: اللہ کی حفاظت میں کیا ہے؟

II خالی جگھوں کو پر کیجئے !

اللہ تعالیٰ کی توجہ اور نظر نہ صرف .... بلکہ کائنات کی ہر .... پر ہے، مخلوقات کی بھیڑ میں کوئی .... کی نگاہ سے بچ نہیں سکتا، ہمیں نے اللہ کی رحمت سے .... ہونا چاہیے اور نہ ہی اس کے عذاب سے .... ہونا چاہیے۔

پانی کا ذخیرہ

قُلْ اَرَءَ یْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآءُ کُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاتِیْکُمْ بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ.
(الملک: ۳۰)

ترجمہ:

(اے پیغمبر! ان سے) کہہ دو کہ دیکھو تو اگر تمہارا پانی (جو کنوؤں اور بور میں ہے) نیچے اتر جائے تو بتاؤ کہ وہ کون ہے جو تمہارے لئے میٹھے پانی کا چشمہ بہا لائے۔

- پانی انسان کی زندگی اور اس کی معیشت کا ذریعہ ہے، اگر انسان کو پانی نہ ملے تو وہ پیاس سے تڑپ کر مر جائے۔
- جس علاقے میں پانی نہ ہونے کی وجہ سے سوکھا پڑتا ہے، وہاں لوگ دانے دانے کو اور ایک ایک قطرہ پانی کے محتاج ہو جاتے ہیں اور بھوک پیاس سے کتنے لوگ مر جاتے ہیں۔
- اللہ تعالیٰ ہی انسان کا خالق، مالک، رازق اور معبود ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے زمین کے اندر پانی کا ذخیرہ جمع کر رکھا ہے اور بادلوں سے بارش برسا کر انسان کی غذا کا انتظام کرتا ہے۔
- انسان اپنی زندگی اور اپنی بقا میں اللہ کا محتاج ہے، اگر اللہ کسی کو ہلاک کرنا چاہے تو کوئی اس کو بچا نہیں سکتا، جیسا کہ پانی کی قلت کو کوئی دور نہیں کر سکتا۔
- جب انسان کا نفع ونقصان اللہ سے متعلق ہے تو وہ کس بنا پر اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی پوجا کرتا ہے، یہ انسان کی صریح گمراہی اور حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

I سوالات:

۱: اللہ تعالیٰ نے انسان سے کیا سوال کیا ہے؟

۲: پانی کی کیا اہمیت ہے؟

۳: سوکھا پڑنے سے انسان کی کیا حالت ہو جاتی ہے؟

۴: انسان کا رازق اور معبود کون ہے؟

۵: اللہ تعالیٰ نے انسان کی غذا اور پانی کا انتظام کس طرح کیا ہے؟

۶: اللہ کو چھوڑ کر دوسرے کو پوجنا کیسا ہے؟

II خالی جگھوں کو پر کیجئے!

۱) پانی انسان کی زندگی اور اس کی ....کا ذریعہ ہے۔

۲) انسان کو...........نہ ملے تو وہ پیاس سے تڑپ کر مر جائے۔

۳) اللہ تعالیٰ ہی انسان کا خالق، مالک، رازق اور........... ہے۔

۴) اللہ نے زمین کے اندر پانی کا...........جمع کر رکھا ہے۔

۵) اللہ بادلوں سے بارش برسا کر انسان کی ....کا انتظام کرتا ہے۔

۶) انسان اپنی زندگی اور بقا میں...........کا محتاج ہے۔

سباوالوں کی تباہی

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِیْ مَسْكَنِهِمْ اٰیَةٌ جَنَّتٰنِ عَنْ یَّمِیْنٍ وَّشِمَالٍ كُلُوْ مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ بَلْدَةٌ طَیِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ سَیْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَیْهِمْ جَنَّتَیْنِ ذَوَاتَیْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا وَهَلْ نُجٰزِیْ اِلَّا الْكَفُوْرَ .

(سبا: ١٥- ١٧)

ترجمہ:

بلاشبہ سباوالوں کے لئے ان کی بستی میں (ہماری قدرت کی) ایک نشانی تھی، (یعنی) دو باغ تھے دائیں اور بائیں، (ہم نے ان سے کہا تھا کہ) اپنے پرودگار کا رزق کھاؤ اور اس کا شکرادا کرو، (رہنے کو) عمدہ شہر ہے اور بخشنے والا پروردگار، تو انہوں نے (ہمارے حکم سے) اعراض کیا، تو ہم نے ان پر سخت سیلاب بھیجا اور ان کے دونوں باغوں کے بدلے میں ایسے دو باغ دیئے جن میں بدمزہ میوے تھے، اور جھاؤ کے درخت اور تھوڑے بیر کے درخت، یہ ہم نے ان کی ناشکری کا بدلہ دیا اور ہم ناشکروں ہی کو سزا دیتے ہیں۔

سبا ایک قوم کا نام ہے جو بہت ہی خوش حال اور متمدن تھی، ملک یمن کے ایک حصہ پر ان کی حکومت تھی، اس کا پایۂ تخت مآرب میں واقع تھا، انہوں نے پہاڑوں اور وادیوں کے بیچ میں بڑے بڑے بند (Dame) بنائے تھے، ان کا سب سے مشہور بند مآرب

میں تھا، اس بند کی دیوار ایک سو پچاس فٹ لمبی اور پچاس فٹ چوڑی ہے، بند کا ٹوٹا ہوا تہائی حصہ ابھی بھی موجود ہے۔

- بندوں کی وجہ سے ان کے یہاں آب پاشی کا نظام بہت مستحکم تھا، بند سے نہریں نکال کر ہزاروں مربع میل تک کھیتوں اور باغوں کو سیراب کیا جاتا تھا، دائیں بائیں جدھر دیکھو خوشبودار مسالے اور خوش ذائقہ پھلوں کے باغات ہی نظر آتے تھے۔

- اللہ تعالیٰ نے اس قوم کے پاس تقریباً تیرہ نبی بھیجے اور ان کو کفر و شرک، اللہ کی نافرمانی اور ناشکری سے منع فرمایا، لیکن انہوں نے اللہ کے حکم کی نافرمانی اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کی، تو ملک میں ایسا خطرناک سیلاب آیا کہ تمام بند ٹوٹ گئے، پانی کے بہاؤ نے کھیتوں اور باغوں کو اجاڑ دیا، مکانات ٹوٹ گئے، جب سیلاب رکا تو جمے ہوئے پانی میں کانٹے دار کڑوے پھلوں کے درخت اُگ آئے۔

- نافرمانی اور ناشکری کے نتیجہ میں پورے باغات اور شہر ویران ہو گئے، یہ واقعہ تمام مہذب اور متمدن قوموں، سوپر طاقتوں اور جنت نما شہر رکھنے والی حکومتوں کے لئے درس عبرت ہے کہ ظلم، نافرمانی اور سرکشی کے ساتھ کوئی تمدن زیادہ دنوں تک باقی نہیں رہ سکتا ہے، یا تو اللہ تعالیٰ ان کے تمدن اور حکومت کا خاتمہ کر دے گا، یا ان ظالموں اور نافرمانوں کا خاتمہ کر کے دوسری قوم کو ان کے تمدن اور حکومت کا وارث بنا دے گا۔

I مختصر سوالات :

ا: سبا والوں سے اللہ نے کیا کہا تھا؟

۲: سبا والوں نے کیا رویہ اختیار کیا؟

۳: سبا والوں پر کیا عذاب آیا؟

۴: سبا کے باغوں کو کیسے باغ سے بدل دیا گیا؟

۵: سبا والوں کو اللہ تعالیٰ نے کس بات کی سزا دی؟

II تفصیلی سوالات :

ا: قوم سبا کہاں آباد تھی اور انہوں نے معاشی ترقی کے لئے کیا اہم کام کیا تھا؟

۲: بند کی وجہ سے سبا والوں کی خوش حالی کا کیا عالم تھا؟

۳: انہوں نے اللہ کی نافرمانی اور ناشکری کس طرح کی؟

۴: سبا کے واقعہ میں کیا درس عبرت ہے؟ ظ

III مطالعہ :

قرآن میں قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ کی نافرمانی اور ان کی تباہی کا بار بار تذکرہ کیا گیا ہے، یہ قومیں بھی خوش حال شہری زندگی گزار رہی تھیں، ان کے متعلق ایک ایک طالب علم قرآنی معلومات جمع کرے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غلط عقیدہ

وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ، وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ، مَالَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ، وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا، بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا، وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ، وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا . (النساء: ۱۵۷ - ۱۵۹)

ترجمہ:

اورانہوں نے (بڑے فخر سے) کہا: ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح کو جو اللہ کا پیغمبر تھا قتل کرڈالا، حالاں کہ انہوں نے نہ تو عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا، لیک ان کو اشتباہ ہوگیا اور جو لوگ حضرت عیسیٰ کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں یقیناً وہ ان کی نسبت شک میں پڑے ہوئے ہیں، اس بارے میں ان کے پاس کوئی یقینی بات تو ہے نہیں، صرف اٹکل کے پیچھے چل رہے ہیں، اور یقیناً انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا، بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اُٹھالیا اور اللہ زبردست اور حکمت والا ہے، اور جتنے اہل کتاب ہیں وہ سب ان کے انتقال سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان پر گواہ بنیں گے۔

- جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو حق کی دعوت دی اور ان کو برائیوں پر روک ٹوک کرنے لگے تو بنی اسرائیل ان کے خلاف ہو گئے اور ان کو سولی پر لٹکانے کے لئے ایک آدمی کو بھیجا، اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اُٹھالیا اور جو آدمی ان کو بلانے گیا تھا اس کی صورت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بنادی، لوگ اسی کو عیسیٰ سمجھ کر سولی پر چڑھادیا۔
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سولی سے متعلق عیسائیوں کے یہاں بیسیوں اقوال ہیں، محض گمان کی بنیاد پر وہ لوگ طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں، حقیقت سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔
- حقیقت یہی ہے کہ لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اُٹھالیا ہے۔
- قیامت سے قریب دجال اور یاجوج ماجوج کو ختم کرنے کے لئے جب عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے تو یہود و نصاریٰ کی آنکھیں کھل جائیں گی اور وہ آپ پر ایمان لے آئیں گے۔
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق غلط عقیدت رکھنے والوں کے خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن گواہی دیں گے۔

مختصر سوالات:

۱: یہودیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا دعویٰ ہے؟

۲: اللہ تعالیٰ نے ان کے دعویٰ کی تردید کس طرح کی؟

۳: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تعلق سے لوگوں کا کیا خیال ہے؟

۴: یقینی بات کیا ہے؟

II تفصیلی سوالات :

۱: بنی اسرائیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن کیوں بن گئے؟

۲: لوگوں کو شک کیوں ہو گیا؟

۳: حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق حقیقت کیا ہے؟

۴: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کب تشریف لائیں گے اور کیا کام انجام دیں گے؟

۵: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کن کے خلاف گواہی دیں گے؟

III خالی جگھوں کو پر کیجئے !

☆ حقیقت یہی ہے کہ لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو............نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو............پر اُٹھالیا۔

☆ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے تو ....کی آنکھیں کھل جائیں گی اور وہ آپ پر............لائیں گے۔

بہترین اُمت

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ، وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ، مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرَهُمُ الفَاسِقُوْنَ. (آل عمران: ١١٠)

ترجمہ:

(مسلمانو!) تم بہترین اُمت ہو، جو لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا کی گئی ہے، تم اچھے کام کا حکم دیتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو، اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لئے بہت اچھا ہوتا، ان میں کچھ ایمان والے بھی ہیں اور اکثر نافرمان ہیں۔

- اس آیت میں اُمتِ محمدیہ کا مقام اور ان کی اہم ذمہ داریاں بتائی گئی ہیں۔
- جس طرح جناب محمد رسول اللہ ﷺ تمام نبیوں میں افضل ہیں اور جو کتاب آپ ﷺ کو دی گئی وہ تمام آسمانی کتابوں میں جامع، کامل اور قیامت تک باقی رہنے والی ہے، اسی طرح حضرت محمد ﷺ کی اُمت بھی تمام انبیاء **علیہم الصلاۃ و السلام** سے افضل ہے۔
- اس اُمت کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ تمام انسانوں کی بھلائی اور خیر خواہی کے لئے تیار ہوجائے، وہ تمام اقوام عالم کی ہمدردی کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرے، ان کی اصلاح کی کوشش کرے، بھلائی کا حکم دے اور بھلائی کی باتوں کو عام کرے، نیکی کا ماحول بنائے

اور نیکی اور ہدایت کی طرف لوگوں کو بلائے، لوگوں کو برائی کی طرف جانے سے روکے، برائی، ظلم اور کفر کے اندھیرے سے نکال کر ایمان و اسلام کی روشنی کی طرف لائے، جہنم کے گڑھوں سے نکال کر جنت کے راستہ پر لگا دے، وہ خود بھی ایک اللہ پر کامل ایمان و یقین رکھے اور اسی کی طرف اللہ کے بندوں کو بلائے۔

- اسلام سے پہلے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو دوسری قوموں پر فضیلت دی تھی، لیکن انہوں نے اس انعام کی قدر نہیں کی، دعوت کی ذمہ داری پوری نہیں کی تو اللہ نے ان کو ذلیل اور پست کر دیا، اگر اب بھی وہ توبہ کر کے ایمان لے آئیں تو وہ بہترین اُمت کے افراد میں شامل ہو جائیں گے۔

I مختصر سوالات:

ا: مسلمانوں کو کیسی اُمت قرار دیا گیا ہے؟

۲: کن خوبیوں کی بنا پر مسلمانوں کو ''خیر اُمت'' کا لقب دیا گیا؟

۳: اس آیت میں کیا بتایا گیا ہے؟

۴: تمام نبیوں میں افضل کون ہیں؟

۵: آپ ﷺ کو کیسی کتاب دی گئی ہے؟

۶: حضرت محمد ﷺ کی اُمت کیسی اُمت ہے؟

۷: قرآن میں بنی اسرائیل کے متعلق کیا بیان کیا گیا؟

II تفصیلی سوالات:

ا: اس اُمت کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟

۲: بنی اسرائیل کو کیوں فضیلت دی گئی تھی اور پھر انہیں کیوں ذلیل و پست کر دیا گیا؟

III فکری و عملی کام:

اسلام کی دعوت کو عام کرنے کے لئے آپ کیا طریق کار اختیار کریں گے؟ اس بارے میں موجود اور آئندہ کے لئے منصوبہ عمل تیار کیجئے۔

انصاف کے ساتھ گواہی

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُوْنُوا قَوَّامِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ، وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا، اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ، وَاتَّقُوْا اللّٰهَ ، اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ .   (المائدة: ۸)

ترجمہ :

اے ایمان والو! اللہ کی خوشنودی کے لئے (احکام کی) پوری پابندی کرنے والے اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ، اور (دیکھو!) لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ (معاملات میں) انصاف نہ کرو، (ہر حال میں) انصاف کیا کرو کہ انصاف پرہیزگاری سے بہت قریب ہے، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اے ایمان والو! انصاف کے علم بردار اور اللہ کے واسطے گواہی دینے والے بنو، خواہ (یہ گواہی) تمہاری اپنی ذات یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، اگر کوئی مال دار ہے یا محتاج تو اللہ سب سے بڑھ کر ان کا خیر خواہ ہے، تو تم نفسانی خواہش کے پیچھے چل کر انصاف کو نہ چھوڑ بیٹھو، اور اگر دبی زبان سے گواہی دوگے یا گواہی سے بچنا چاہو گے تو یاد رکھو تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس کی خبر رکھنے والا ہے۔

ان آیات سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

☆ اللہ کے احکام پر عمل کرنے کے لئے ہم مسلمان ہمیشہ تیار رہیں، یہ اللہ کا حق ہے۔

☆ محض اللہ کی خاطر اور انصاف دلانے کے لئے ہم سچی گواہی دیں۔

☆ گواہی دیتے وقت دوست، دشمن، والدین، رشتہ دار، اجنبی اور امیر و غریب کی کوئی رعایت نہ کی جائے اور نہ اپنے لوگوں کے خلاف گواہی دیتے وقت دبی زبان سے گول مول بات کر کے نکلا جائے۔

☆ ایک مؤمن کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود انصاف پر قائم رہے اور اللہ کے بندوں کو انصاف دلائے، یہ بندوں کا حق ہے اور یہ مومن ہی دلا سکتا ہے۔

☆ اللہ کا ڈر، خوف اور اس کا استحضار ہی انسان کو انصاف پر آمادہ کر سکتا ہے، اللہ کو حاضر و ناظر سمجھتے ہوئے ہمیں معاملہ کرنا چاہیئے۔

☆ انصاف کا نام دے کر اور غلط فیصلے کر کے لوگوں کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔

ا مختصر سوالات:

ا: اللہ تعالیٰ نے کیا بننے کا حکم دیا ہے؟

۲: دشمنی میں کس چیز کو نہیں بھولنا چاہیئے؟

۳: پرہیز گاری سے قریب کیا چیز ہے؟

۴: دوسری آیت میں کس چیز کا علم بردار بننے کے لئے کہا گیا ہے؟

۵: ہمیں کس لئے گواہی دینی چاہیئے؟

۶: گواہی دیتے وقت کن کی رعایت نہیں کرنی چاہیئے؟

۷:	انسان کو کیا چیز انصاف پر آمادہ کرسکتی ہے؟

## II	تفصیلی سوالات :

۱:	پہلی اور دوسری آیات میں کیا اہم باتیں بتائی گئی ہیں؟

۲:	ان آیات سے کیا باتیں معلوم ہوتی ہیں؟

## III	خالی جگھوں کو پر کیجئے !

۱:	انصاف .... سے بہت قریب ہے، اے ایمان والو! .... کے علم بردار بنو، نفسانی خواہش کے پیچھے چل کر .... کو نہ چھوڑ بیٹھو۔

۲:	محض .... کی خاطر اور انصاف دلانے کے لئے .... گواہی دو۔

۳:	ایک مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود .... پر قائم رہے اور اللہ کے .... کو انصاف دلائے، .... کا حق ہے اور یہ .... ہی دلا سکتا ہے۔

ایک ماں باپ کی اولاد

یَا اَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْ رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَنِسَآءَ ، وَاتَّقُوْا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَاءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ، اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا . (النساء: ۱)

ترجمہ:

لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا، (یعنی پہلے) اس سے اس کا جوڑا بنایا، پھر ان دونوں سے بہت سے مرد وعورتیں (پیدا کرکے زمین) پر پھیلا دیئے، اور اللہ سے ڈرتے رہو، جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو، اور رشتہ داری کے بارے میں بھی ڈرتے رہو، بے شک اللہ تمہارے حال کا نگراں ہے۔

- اللہ تعالیٰ نے ہی تمام انسانوں کو پیدا کیا اور وہی خالق و مالک ہے، اس لئے مالک کی فرماں برداری اور اس کی نافرمانی سے ڈرنا بندہ اور مخلوق ہونے کا تقاضہ ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، پھر ان سے حضرت حواء کو پیدا کیا، تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام وحوا کی اولاد ہیں، جب تمام انسان ایک ماں باپ کی اولاد ہیں اور ایک ہی شخص سے وجود میں آتے ہیں، تو سب انسان کو ایک بن کر رہنا چاہیے، کسی کو حقیر اور چھوٹا نہیں سمجھنا چاہیئے، سب کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیئے، کسی کے ساتھ برا سلوک نہیں کرنا چاہیئے، کسی کو حقیر سمجھنا اور اس کے ساتھ برا سلوک کرنا اپنے

بھائی کو حقیر سمجھنا اور اس کے ساتھ برا سلوک کرنے کرنے کی طرح ہے۔

- انسان نہ صرف اپنی پیدائش اور بقا میں اللہ کا محتاج ہے، بلکہ اپنی تمام ضروریات اور معاملات میں بھی اللہ کا محتاج ہے، انسان اللہ ہی کا واسطہ دے کر ایک دوسرے سے اپنے حق کا مطالبہ کرتا ہے، اللہ کی قسم کھا کر اپنے وعدہ کا یقین دلاتا ہے، اللہ ہی کے نام پر حلف لے کر ملک وقوم سے وفاداری کا عہد کرتا ہے، لہٰذا اس اللہ کو بھول جانا اور اس کے فرمان سے بے خوف ہو جانا کسی طور مناسب نہیں ہے۔
- تمام انسانوں کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ قریب کے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کی خصوصی تاکید فرمائی ہے، کیوں کہ ان ہی کے ذریعہ انسان کی پہچان ہوتی ہے اور اس کو سماجی حقوق عطا ہوتے ہیں۔

ا مختصر سوالات:

ا: اللہ تعالیٰ نے تمام انسان کو کس سے پیدا کیا؟

۲: اللہ تعالیٰ نے کس کس سے ڈرنے کا حکم دیا ہے؟

۳: انسان کس کا واسطہ دے کر اپنا حق مانگتا ہے؟

۴: انسان کا خالق اور مالک کون ہے؟

۵: مخلوق ہونے کا کیا تقاضا ہے؟

۶: سب سے پہلے انسان کون ہیں؟

۷: تمام انسان کس کی اولاد ہیں؟

II تفصیلی سوالات :

۱: سب انسان کو کس طرح رہنا چاہئے؟

۲: انسان کس کا محتاج ہے؟

۳: قریبی رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کی خصوصی تاکید کیوں کی گئی ہے؟

III خالی جگھوں کو پر کیجئے!

۱: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے............کو پیدا کیا۔

۲: پھر ان سے............کو پیدا کیا۔

۳: تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام وحوا کی .... ہیں۔

۴: انسان تمام ضروریات اور معاملات میں............کا محتاج ہے۔

۵: رشتہ داروں ہی کے ذریعہ انسان کی .... ہوتی ہے اور اس کو............ عطا ہوتے ہیں۔

چاند کیا ہے؟

يَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ، قُلْ هِیَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ، وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا، وَاتَّقُوْا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ . (البقرة: ۱۸۹)

ترجمہ:

(اے پیغمبر!) لوگ تم سے چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں، تم ان سے کہہ دو کہ وہ لوگوں کے معاملات اور حج کے اوقات معلوم کرنے کا ذریعہ ہے، اور نیکی اس بات میں نہیں ہے کہ پچھواڑے کی طرف سے گھروں میں آؤ، بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی پرہیزگاری کی راہ اختیار کرے اور گھروں میں دروازوں سے آیا کرے، اور اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے رہو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

- لوگوں کا سوال چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کے متعلق تھا اور اس سے متعلق بہت سے اوہام لوگوں میں رائج تھے۔
- اللہ تعالیٰ نے چاند کو ایک قدرتی جنتری بنایا، اس کے گھٹنے بڑھنے سے دن اور مہینوں کا حساب لگایا جاتا ہے۔
- اسلامی ماہ اور سال کا اعتبار چاند سے ہوتا ہے، روزہ، عید اور حج چاند کے مہینوں کے اعتبار سے ادا کئے جاتے ہیں۔
- اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''چاند کو دیکھ کر روزہ شروع کرو اور چاند کو دیکھ کر عید

مناؤ، اگر آسمان پر ابر ہو تو مہینہ کو تیس دن کا شمار کرو۔" (بخاری)

- حج کے ذکر میں حج سے متعلق توہم پرستانہ رسم کی تردید کی گئی کہ حج کا احرام باندھنے کے بعد پچھواڑے سے دیوار پھاند کر یا دیوار میں سوراخ کر کے گھر میں داخل ہونا کوئی نیکی نہیں ہے، نیکی تو اللہ سے ڈرنے اور اس کی نافرمانی سے بچنے کا نام ہے، ان توہم پرستانہ رسوم کا نیکی سے کوئی واسطہ نہیں جو باپ دادا کی اندھی تقلید میں ادا کی جائے۔
- آج بھی بہت سے مسلمان عبادات، شادی بیاہ، پیدائش اور موت کے موقعہ پر اسلامی احکام کے بجائے باپ دادا کے طریقہ پر عمل کرتے ہیں، اس سے ثواب کے بجائے بہت گناہ اور ظلم ہوتا ہے۔

ا مختصر سوالات:

ا: لوگوں نے کس بارے میں سوال کیا تھا؟

۲: چاند کے بارے میں کیا جواب دیا گیا؟

۳: کس بات میں نیکی نہیں ہے؟

۴: نیکی کیا ہے؟

۵: گھروں میں کس طرح آنا چاہئے؟

۶: کامیابی کس طرح ملے گی؟

۷: لوگوں کا سوال کس سے متعلق تھا؟

۸: چاند سے متعلق لوگوں میں کیا باتیں رائج تھیں؟

۹: اللہ تعالیٰ نے چاند کو کیا بنایا ہے؟

۱۰: چاند کے گھٹنے اور بڑھنے سے کون سا حساب لگایا جاتا ہے؟

II تفصیلی سوالات :

۱: اسلام میں چاند سے کس طرح استفادہ کیا جاتا ہے؟

۲: چاند سے متعلق رسول اللہ ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟

۳: حج سے متعلق کون سے توہم پرست رسم کی تردید کی گئی؟

۴ مسلمان کن کن موقعوں پر غیر اسلامی رسوم ادا کر رہے ہیں؟

III چاند سے متعلق باتیں درج کیجئے !

چاند سے متعلق باتیں

IV عبادات، شادی اور وفات سے متعلق غیر اسلامی رسومات کی فہرست تیار کیجیۓ !

روزے کی فرضیت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ، اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ ، فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ، وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ، فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ، وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ . (البقرة: ۱۸۳-۱۸٤)

ترجمہ:

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تا کہ تم پرہیز گار بنو، (وہ بھی) گنتی کے چند دن ہیں، تو تم میں سے جو شخص (رمضان میں) بیمار ہو یا سفر پر ہو تو (جتنے روزے قضا ہوئے ہیں) اور دنوں میں اتنے گن کر رکھ لے، اور جو لوگ اس کی طاقت نہ رکھیں تو وہ روزے کے بدلے محتاج کو کھانا کھلا دیں، جو کوئی اپنی خوشی سے نیکی کرے تو وہ اس کے حق میں زیادہ اچھا ہے، اور اگر سمجھو تو روزہ رکھنا ہی تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے۔

- رمضان کا روزہ فرض ہے۔ (دیکھئے: البقرۃ: ۱۸۵)
- اسلام سے پہلے بھی دوسرے انبیاء کی اُمتوں پر روزے فرض کیے گئے تھے، آج بھی بعض عیسائی چالیس دنوں کے روزے رکھتے ہیں، لیکن جس با قاعدگی سے مسلمان

روزے رکھتے ہیں، ویسا کوئی بھی نہیں رکھتا۔

- مریض اور مسافر کے لئے رمضان میں روزے نہ رکھ کر دوسرے دنوں میں اس کی قضا کرنے کی گنجائش ہے، لیکن خاص طور پر مسافر کے لئے رمضان میں روزہ رکھ لینا ہی بہتر ہے، کیوں کہ دوسرے دنوں میں رمضان کی برکت نہیں مل سکتی ہے۔
- انتہائی بوڑھے مرد وعورت جو کمزور ہوں اور آئندہ صحت مند ہونے کی اُمید بھی نہ ہو، ان کے لئے ایک روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلانا ضروری ہے، اگر ایک سے زیادہ مسکین کو کھلائے تو بہتر ہے۔
- روزہ کا مقصد بھوکے اور پیاسے رہنا نہیں ہے، بلکہ پرہیزگاری اور تقویٰ ہے کہ جس طرح انسان روزہ کی حالت میں تنہائی میں بھی کھانے پینے سے ڈرتا ہے، اسی طرح ہر حال میں اور ہمیشہ اللہ سے ڈرنے والا بن جائے، اسی کی عملی تربیت کے لئے ایک ماہ کے روزے فرض کئے گئے ہیں۔

ا زبانی سوالات:

ا: روزے کس پر فرض ہے؟

۲: پہلے کن لوگوں پر روزہ فرض تھا؟

۳: کتنے دنوں کے روزے فرض ہیں؟

۴: بیمار اور مسافر کے لئے روزے میں کیا گنجائش ہے؟

۵: کس مہینہ کا روزہ فرض ہے؟

II تفصیلی سوالات:

۱: روزہ کا مقصد کیا ہے؟

۲: اسلام سے پہلے دوسرے انبیاء کی اُمتوں کے لئے روزہ کا کیا حکم تھا؟

۳: مریض اور مسافر کے لئے روزہ کا کیا حکم ہے؟

۴: بوڑھے آدمیوں کے لئے کیا حکم ہے؟

III جوڑیاں ملائیے!

۱:	روزے	تقویٰ
۲:	روزہ کا مہینہ	روزہ کا فدیہ
۳:	بیمار اور مسافر	فرض
۴:	بوڑھے افراد کے لئے	رمضان
۵:	روزے کا مقصد	روزے کی قضا

عمدہ مال کا صدقہ

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَاكَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوْا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ، وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ . (البقرة: ٢٦٧)

ترجمہ:

اے ایمان والو! (اللہ کی راہ میں) اپنی کمائی میں سے پاکیزہ اور عمدہ چیز خرچ کرو اور ان چیزوں میں سے بھی جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہیں اور بری (اور ناکارہ) چیزیں دینے کا ارادہ نہ کرو، حالانکہ (اگر ویسی چیز تمہیں دی جائے تو) تم خود اس کو لینا پسند نہ کرو گے، مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ (تو اور بات ہے) اور یقین رکھو کہ اللہ بے نیاز اور تعریف کے لائق ہے۔

- اللہ تعالیٰ کے پاس صدقات مقبول ہونے کی شرط یہ ہے کہ حلال اور پاک مال اللہ کے راستہ میں دیا جائے، حرام اور ناپاک مال صدقہ کرنا جائز نہیں ہے، چنانچہ سودی رقم صدقہ کرنا جائز نہیں ہے، سود کی رقم بغیر ثواب کی نیت سے غریبوں کو دینا چاہئے۔
- اسی طرح بے کار اور گھٹیا چیز غریب کو دینا مناسب نہیں، اگر وہی معمولی چیز دینے والے کو دی جائے تو وہ لینے سے انکار کر دے گا، اگر قبول بھی کر لے تو انتہائی بددلی کے ساتھ قبول کرے گا۔
- اللہ کے راستہ میں صدقہ کرنا گویا اللہ تعالیٰ سے معاملہ کرنا ہے، جو صدقہ کا دس گنا بدلہ

دینے والی ذات ہے، ایسی عظیم ذات کو معمولی چیز دینا بڑی گستاخی اور جرأت کی بات ہے۔

۞ اللہ کی ذات تو بے نیاز ہے، اس کو ہمارے صدقہ کی ضرورت نہیں، صدقہ دینے میں ہمارا اپنا ہی فائدہ ہے کہ ہمارے پاس نیکیوں کا ذخیرہ ہوگا، گھٹیا مال سے ہم کیسے نیکی کما سکتے ہیں، جب کہ گھٹیا مال کی معمولی آدمی کے نزدیک بھی کوئی قدر نہیں ہے، تو اللہ جیسی عظیم الشان ہستی کے نزدیک اس کی کیا قدر ہوسکتی ہے۔

I مختصر سوالات:

۱: اللہ تعالیٰ نے کیسا مال خرچ کرنے کا حکم دیا ہے؟

۲: اللہ تعالیٰ نے کیسا مال صدقہ کرنے سے منع فرمایا ہے؟

۳: ناکارہ چیز لینا کیا کوئی انسان پسند کرتا ہے؟

۴: اللہ کی ذات کیسی ہے؟

۵: صدقہ دینے سے کیا فائدہ ہے؟

II تفصیلی سوالات:

۱: اللہ کے پاس صدقات مقبول ہونے کی شرط کیا ہے؟

۲: اللہ سے معاملہ کرنا کیسا ہے؟

۳: گھٹیا مال کی کیا قدر ہوتی ہے؟

III خالی جگھوں کو پر کیجئے!

۱: اللہ کی ذات..................ہے۔

۲: اللہ کو ہمارے..................کی ضرورت نہیں ہے۔

۳: صدقہ دینے سے..................ہی فائدہ ہے۔

۴: صدقہ کرنا گویا..................سے معاملہ کرنا ہے۔

نذر کے احکام

وَمَا اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ نَّفَقَةٍ اَوۡنَذَرۡتُمۡ مِّنۡ نَّذۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُهٗ وَ مَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ، اِنۡ تُبۡدُوۡا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ، وَاِنۡ تُخۡفُوۡهَا وَتُوۡتُوۡهَا الۡفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّكُمۡ، وَيُكَفِّرُ عَنۡكُمۡ مِّنۡ سَيِّاٰتِكُمۡ ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ .

(البقرة: ۲۷۱)

ترجمہ:

اور تم جو کچھ بھی خرچ کرو یا کسی طرح کی نذر مانو تو اللہ کو سب معلوم ہے، اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے، اگر تم کھلے طور پر خیرات کرو تو یہ بھی اچھی بات ہے اور اگر پوشیدہ طور پر محتاجوں کو دو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے، اور اللہ (اس کی برکت سے) تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ ان تمام کاموں سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔

- انسان اللہ کے واسطے خرچ کرے یا غیر اللہ کے واسطے یا لوگوں کو دکھانے کے واسطے، اسی طرح اللہ کے لئے نذر مانے یا غیر اللہ کے لئے نذر مانے، اللہ تعالیٰ ان سے بہ خوبی واقف ہے۔
- جو لوگ اللہ کے واسطے خرچ کریں اور اللہ کے لئے نذر مانیں، اللہ تعالیٰ ان کو اجر سے نوازے گا، اور جو ظالم غیر اللہ کے واسطے خرچ کریں یا دکھاوے کے لئے خرچ کریں یا غیر اللہ کے لئے نذر مانیں اور غیر اللہ کے پاس اپنی نذر پوری کریں، اللہ تعالیٰ انہیں

سخت عذاب دے گا، اور اللہ کے عذاب سے بچانے کے لئے کوئی مددگار نہیں ملے گا۔

- نذر یہ ہے کہ کسی مراد کے پورا ہونے پر آدمی کسی ایسے نیک کام کرنے کا عہد کرے جو اس پر فرض ہے، یہ نذر مطلق ہے اور نذر معلق یہ ہے کہ کوئی کہے کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں یہ نیک کام کروں گا۔
- نذر عبادت ہے، اگر انسان اللہ سے عہد کیا ہے تو یہ جائز ہے، لیکن اگر غیر اللہ سے عہد کیا ہے اور غیر اللہ کے سامنے اپنی نذر پوری کرے تو یہ شرک ہے، جو سب سے بڑا ظلم ہے۔
- جو لوگ مرادیں پوری ہونے پر درگاہ پر نذر پیش کرتے ہیں اور درگاہ کے احاطہ میں جانور ذبح کرتے ہیں وہ اللہ کی عبادت میں شرک کرتے ہیں۔
- یہ کتنے بڑے ظلم کی بات ہے کہ مراد تو اللہ تعالیٰ پوری کرے اور لوگ غیر اللہ کے آگے اپنی نذر پوری کریں۔
- فرض صدقہ دکھا کر دینا افضل ہے اور نفل صدقہ چھپا کر دینا افضل ہے، البتہ اگر نفل صدقہ دکھا کر دینے میں دوسرے کو شوق اور ترغیب پیدا ہو تو دکھا کر دینا افضل ہے۔

ا مختصر سوالات:

١: اللہ تعالیٰ کو کیا معلوم ہے؟

٢: ظالموں کا مددگار کون ہے؟

٣: کھلے طور پر صدقہ کرنا کیسا ہے؟

٤: چھپا کر صدقہ دینا کیسا ہے؟

۵: کون ساصدقہ دکھا کر دینا افضل ہے؟

٦: کوسا صدقہ چھپا کر دینا افضل ہے؟

II تفصیلی سوالات :

ا: اللہ تعالیٰ کن باتوں سے بخوبی واقف ہے؟

۲: کون سے صدقہ اور نذر پر ثواب ملے گا اور کن پر عذاب؟

۳: نذر کیا ہے؟

۴: کون سی نذر شرک میں داخل ہے؟

۵: درگاہ پر اپنی نذر پیش کرنا کیسا ہے؟

٦: بڑے ظلم کی بات کیا ہے؟

۷: نفل صدقہ کا کیا حکم ہے؟

III جوڑیاں ملائیے !

ا:	نذر	( )	ا: غیراللہ کے آگے نذر پوری کرنا
۲:	شرک	( )	۲: دکھا کر دینا افضل
۳:	فرض صدقہ	( )	۳: عبادت
۴:	نفصل صدقہ	( )	۴: سب سے بڑا ظلم
۵:	بڑا ظلم	( )	۵: چھپا کر دینا افضل

سودخور کا انجام

اَلَّـذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ الرِّبٰوا لَایَقُوۡمُوۡنَ اِلَّا کَمَا یَقُوۡمُ الَّذِیۡ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیۡطٰنُ مِنَ الۡـمَسِّ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ قَالُوۡۤا اِنَّمَا الۡبَیۡعُ مِثۡلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰہُ الۡبَیۡعَ وَحَرَّمَ الـرِّبٰـو فَـمَـنۡ جَـآءَہٗ مَوۡعِظَۃٌ مِّنۡ رَّبِّہٖ فَانۡتَہٰی فَلَہٗ مَاسَلَفَ وَاَمۡرُہٗۤ اِلَی اللّٰہِ وَمَنۡ عَادَ فَاُوۡلٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ .(البقرۃ: ٢٧٥)

ترجمہ:

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے نکل کر) اس طرح کھڑے ہوں جیسے شیطان نے کسی کو چھو کر پاگل (اور بدحواس) کر دیا ہو، یہ اس لئے ہوگا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ خرید و فروخت بھی سود کی طرح ہے، حالاں کہ اللہ نے خرید و فروخت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے، پھر جس شخص کے پاس اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت آ پہنچی اور وہ (سود لینے سے) باز آ گیا، تو پہلے جو کچھ لے چکا وہ اس کا ہو گیا، اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے، اور جو (نصیحت سننے کے بعد بھی) سود لیتا رہا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں، وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

- دنیا میں سود خور پیسے کے پیچھے دیوانہ رہتا ہے، اس کو اخلاق، محبت، ہمدردی اور رحم دلی سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا، اس کو بس روپیہ بڑھانے کی فکر ہوتی ہے، پاگل کے دل میں بھی اخلاق، محبت، ہمدردی اور رحم دلی کا جذبہ نہیں ہوتا، دنیا میں جو جس حالت میں مرتا ہے،

قیامت کے دن اسی حالت میں اُٹھایا جائے گا،اس لئے سود خور عذاب کی دہشت سے باؤلے اور بدحواس آدمی کی صورت میں اُٹھایا جائے گا۔

- سود خوروں نے سود کے جواز کے لئے عقلی دلیل بھی گڑھ لی ہے کہ سود میں کیا قباحت ہے؟ اگر سود میں زائد آمدنی ہے تو تجارت میں بھی زائد آمدنی ہے، جب کہ تجارت اور سود میں بڑا فرق ہے، تجارت میں خریدنے والے اور فروخت کرنے والے کے درمیان منافع کا تبادلہ مساویانہ ہوتا ہے، مثلاً: سو روپے کی گھڑی خریدنے والا سو روپے ادا کر کے خریدتا ہے، اگر اس گھڑی کی قیمت سو روپے سے کم معلوم ہوتی ہے تو وہ بیچنے والے سے کم کرنے کو کہتا ہے، یا جہاں اس کو سو روپے کے مناسب چیز ملتی ہے وہیں سے خریدتا ہے، کسی بھی چیز کی قیمت کا معیار خریدار اور فروخت کنندہ کا آپسی رضامندی کے ساتھ کسی قیمت پر راضی ہو جانا ہے، جو خریدار جس قیمت پر لینے کو تیار ہو گیا گویا اس کے نزدیک سامان کی قیمت اتنی مناسب ہے، چنانچہ خریدار سو روپے کے سامان سے فائدہ اُٹھاتا ہے اور بیچنے والا سو روپے کی کرنسی سے فائدہ اُٹھاتا ہے، اسی طرح خرید وفروخت میں منافع کا تبادلہ مساویانہ ہوتا ہے۔

- جب کہ سود میں قرض دار سو روپے سے فائدہ اُٹھاتا ہے اور اس کے بدلے دو سو روپے یا اس سے زیادہ سود خور کو ادا کرتا ہے، اس لئے اللہ نے خرید وفروخت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔

- اللہ نے جس طرح کفر پر ہمیشہ کے لئے دوزخ کی سزا مقرر کی ہے، اس سے سود کے گھناؤنے پن کا اندازہ ہوتا ہے، نیز آگے آیت میں سود سے نہ بچنے والے کو اللہ و رسول سے جنگ کے لئے تیار رہنے کو کہا گیا ہے، اتنی سخت وعید قرآن عظیم میں کسی دوسرے گناہ پر بیان نہیں کی گئی ہے۔

I مختصر سوالات:

۱: سود کھانے والے قبروں سے کس طرح نکلیں گے؟

۲: سودخوروں کی حالت دیوانہ جیسی کیوں ہوگی؟

۳: اللہ نے خرید وفروخت کو کیا قرار دیا ہے؟

۴: اللہ نے سود کو کیا قرار دیا ہے؟

۵: سود لینے والے کیسے ہیں؟

II تفصیلی سوالات:

۱: سودخور اور پاگل میں کیا مماثلت ہے؟

۲: تجارت اور سود میں کیا فرق ہے؟

۳: سودخور کی کیا سزا ہے؟

III خالی جگھوں کو پر کیجئے!

۱: اللہ نے خرید وفروخت کو............اور سود............قرار دیا ہے۔

۲: سودخور پیسے کے پیچھے............رہتا ہے۔

۳: تجارت اور سود میں بڑا............ ہے۔

۴: سود کھانے والے............ ہیں، وہ............میں ہمیشہ رہیں گے۔

حجاب کا حکم

يَا اَيُّهَاالنَّبِيُّ قُلْ لِاَ زْوَاجِکَ وَ بَنٰتِکَ وَ نِسَاءِ الْمُوْمِنِيْنَ يُدْ نِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ، ذٰلِکَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلاَ يُؤْذَيْنَ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا. (الاحزاب: ٥٩)

ترجمہ:

اے پیغمبر! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور ایمان والی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلیں تو) اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں، تا کہ آسانی سے پہچان لی جائیں (کہ شریف خاتون ہیں) اور کوئی (رذیل) ان کو نہ ستا سکے، اور اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

- جلابیب جلباب کی جمع ہے، جس کے معنی بڑی چادر کے ہیں، یعنی سر سے پاؤں تک پورا جسم ڈھکا رہے، چادر کا پلو چہرہ لٹکا رہے اور جسم کا کوئی حصہ نظر نہ آئے۔
- روایت ہے کہ اسی آیت کے نازل ہونے کے بعد مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ چھپا کر اس طرح نکلتی تھیں کہ ایک آنکھ دیکھنے کے لئے کھلی رہتی تھی۔
- آج کے دور میں سلا ہوا ڈھیلا ڈھالا برقع اور نقاب اس ضرورت کو پوری کرنے کے لئے اچھا لباس ہے۔
- برقعہ پہن کر نکلنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک شریف عورت جا رہی ہے، کوئی آوارہ اس کو چھیڑنے اور ستانے کی ہمت نہیں کر سکتا ہے، اس طرح عورت کا برقعہ پہننا اور پردہ کرنا

عورت کے تحفظ کی علامت ہے، عورت برقعہ اور پردہ میں جتنا محفوظ ہوتی ہے اتنا ہی بے برقعہ اور بے پردہ رہنے میں غیر محفوظ ہوتی ہے۔

I سوالات:

ا: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کے ذریعہ کیا حکم دیا ہے؟

۲: جلابیب کسے کہتے ہیں؟

۳: اس آیت کے نازل ہونے کے بعد مسلمان عورتیں کس طرح باہر نکلا کرتی تھیں؟

۴: آج کے دور میں کون سا لباس جلباب کے حکم کو پورا کرتا ہے؟

۵: برقعہ پہن کر نکلنے کے کیا فائدے ہیں؟

II مباحثہ:

- سماج میں عورتوں کو برقعہ پہننا کیوں ضروری ہے؟
- عورتوں کا تحفظ اور عزت پردہ میں ہے یا بے پردہ رہنے میں؟
- جماعت میں طلبہ کو دو گروپ میں تقسیم کر کے ان کو مذکورہ ایک عنوان پر مباحثہ کا موقعہ دیا جائے اور ہر گروپ سے ایک طالب علم مباحثہ رپورٹ پیش کرے۔

مومن کی آزمائش

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَھُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ، وَلَقَدۡ فَتَنَّا الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ فَلَیَعۡلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا وَلَیَعۡلَمَنَّ الۡکٰذِبِیۡنَ .

(العنکبوت: ۲-۳)

ترجمہ:

کیا لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ صرف اتنا کہنے پر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا، اور بلاشبہ ہم نے ان لوگوں کو آزمایا تھا جو ان سے پہلے گزر چکے، تو اللہ ان کو ضرور معلوم کرے گا جو (ایمان میں) سچے ہیں اور ان کو بھی معلوم کرے گا جو جھوٹے ہیں۔

- یہ آیات مکی دور میں نازل ہوئی جب مکہ کے مشرکین کا ظلم وستم زوروں پر تھا اور صحابہ ؓ ان کے ظلم کے شکار تھے۔
- بخاری کی حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ نے قریش کے مظالم کی شکایت کی اور اللہ سے مدد طلب کرنے کی درخواست کی، آپ نے فرمایا تم سے پہلے ایمان والوں کو بڑی سخت تکلیفیں پہنچی ہیں، کسی کو زمین میں کھڑا کر کے اور سر پر آرا چلا کر دو ٹکڑے کر دیا گیا، کسی کے جسم پر لوہے کی کنگھیاں پھیر کر چمڑے اور گوشت نکال لئے گئے، ان سختیوں کے باوجود وہ دین پر قائم رہے۔

- اہل ایمان کے لئے بہر حال دنیا و آخرت میں کامیابیوں کے وعدے ہیں، لیکن مصیبت اور آزمائش کے راستے سے گزر کر یہ کامیابیاں ملیں گی، محض زبان سے ایمان کے دعویٰ کے ساتھ ہی کامیابیاں قدم نہیں چومیں گی۔
- صرف دنیا کی کامیابی کے لئے کتنے جتن کرنے پڑتے ہیں اور مسلمانوں کو دنیا و آخرت دونوں کی کامیابی بغیر مشقت کے کیسے حاصل ہو سکتی ہے!
- ایمان والوں کی یہ تاریخ رہی ہے کہ ہر دور میں انہیں مصیبت اور آزمائش سے دو چار ہونا پڑا ہے، اس لئے ہر مسلمان کو آزمائش کے لئے تیار رہنا چاہئے اور ہمت سے اس کا مقابلہ کرنا چاہئے۔
- مسلمانوں کے لئے آزمائش ان کی کامیابی کی منزل کا نشانہ ہے، جو مسلمان آزمائش کے وقت ہمت ہار کر اور گھبرا کر ایمان سے ہٹ جائے اس کے لئے ہر طرف ناکامی ہی ناکامی ہے۔
- مصیبت مسلمانوں کے ایمان کا امتحان ہے، اس سے گھبرانا نہیں چاہئے۔

ا مختصر سوالات:

۱) لوگوں نے کیا خیال کر رکھا ہے؟

۲) پہلے لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟

۳) کس مقصد سے اللہ لوگوں کو آزماتا ہے؟

۴) یہ آیت کب نازل ہوئی؟

۵) مصیبت کیا ہے؟

۶) کس سے نہیں گھبرانا چاہئے؟

۷) صرف دنیا کی کامیابی کے لئے کیا کرنے پڑتے ہیں؟

II تفصیلی سوالات :

۱) بخاری کی حدیث میں کیا واقعہ ہے؟

۲) دنیا و آخرت میں کامیابی کے وعدے کن کے لئے ہیں؟

۳) ایمان والوں کی تاریخ کیا رہی ہے؟

III خالی جگھوں کو پر کیجئے !

۱) مصیبت مسلمانوں کے ایمان کا........... ہے۔

۲) مصیبت سے...........نہیں چاہئے۔

۳) مسلمانوں کے لئے آزمائش ان کی کامیابی کی ....کا نشان ہے۔

۴) صرف دنیا کی کامیابی کے لئے کتنے ....کرنے پڑتے ہیں۔

۵) مسلمانوں کو دنیا و آخرت دونوں کی .... بغیر .... کے کیسے حاصل ہوسکتی ہے!

فتح وشکست کا مدار

اِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ، وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ، وَاللّٰهُ لَايُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ .

(آل عمران: ١٤٠-١٤١)

ترجمہ:

اگر تمہیں (شکست کا) زخم لگا ہے تو ان لوگوں کو بھی ایسا زخم لگ چکا ہے، اور یہ (فتح وشکست کے) دن ہم لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں، تا کہ اللہ ایمان والوں کو آزمائے اور تم میں بعض کو شہادت کا درجہ دے اور اللہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور تا کہ اللہ مسلمانوں کو پاک کردے اور کافروں کو مٹادے۔

- اس آیت میں مسلمانوں کو شکست کھانے کے بعد حوصلہ پست کرنے سے منع کیا گیا ہے کہ آج اُحد کے موقع پر اگر مسلمانوں کو کچھ زخم آئے تو اس سے زیادہ زخم اور اس سے زیادہ بدترین شکست بدر کی جنگ میں کافروں کو ہو چکی ہے، تو جس طرح کافر شکست کے بعد بھی ہمت نہیں ہارے اور کفر پر اڑے رہے تو مسلمانوں کو تو بدرجۂ اولیٰ ہمت نہیں ہارنا چاہئے، اور ایمان پر مضبوطی سے قائم رہنا چاہئے اور اسلام کو سربلند کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔
- اللہ تعالیٰ فتح وشکست اور ترقی وتنزلی سے قوموں کو ہم کنار کرتے ہیں، آج مسلمان یہود

- ونصاریٰ شکست کھا رہے ہیں تو کئی صلیبی جنگوں (Crusades) میں وہ کامیاب رہے ہیں، آج مسلمان محکوم ہیں تو ایک زمانہ میں یہ پوری دنیا کے حاکم تھے۔
- مسلمانوں کی شکست میں بھی کئی حکمتیں پوشیدہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے: (۱) سچے اور پکے مسلمان اور منافق میں فرق واضح ہو جائے۔ (۲) بعض مسلمان کو شہادت کے مقام سے سرفراز کیا جائے۔ (۳) مسلمانوں کے گناہ جھڑ جائیں اور ان کا ایمان نکھر کر صاف وستھرا ہو جائے۔ (۴) اور کافروں اور ظالموں کے صفحہ ہستی سے مٹنے کے اسباب مہیا ہو جائیں، یعنی مسلمانوں کی شکست بھی کافروں کے لئے تباہی کا پیغام ہے۔

کسی مسلمان کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں اللہ نے کافروں کو کامیاب کیا تو گویا اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہے، اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا کہ: ''اللہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

I مختصر سوالات:

۱) مسلمانوں کو کیسا زخم لگا تھا؟

۲) مسلمانوں سے پہلے کس کو زخم لگا تھا؟

۳) فتح وشکست کے دن کس کے ہوتے ہیں؟

۴) اللہ تعالی کس کو پسند نہیں کرتے؟

II تفصیلی سوالات:

۱) آیت میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

۲) آج مسلمان کس حال میں ہیں اور پہلے کس حال میں تھے؟

۳) مسلمانوں کی شکست میں کیا حکمتیں پوشیدہ ہیں؟

دہشت گرد کون؟

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِي قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ، وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ، وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ، وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ .(البقرة: ٢٠٤- ٢٠٦)

ترجمہ:

اور (اے پیغمبر!) ایک شخص ایسا ہے کہ دنیوی زندگی کے بارے میں اس کی باتیں تمہیں اچھی معلوم ہوتی ہیں، اور وہ اپنے دل کی باتوں پر اللہ کو گواہ ٹھہراتا ہے، حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے، اور جب وہ تمہارے پاس سے جاتا ہے تو زمین میں دوڑ دھوپ کرتا ہے، تاکہ اس میں فساد پھیلائے، اور کھیتی کو برباد اور (انسانوں اور حیوانوں کی) نسل کو نابود کردے، اور اللہ فتنہ وفساد کو پسند نہیں کرتا اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈر تو غرور اس کو گناہ پر اُکساتا ہے، تو اس کے لئے جہنم کافی ہے اور بے شک وہ برا ٹھکانہ ہے۔

ایک منافق تھا اخنس بن شریق، بڑا فصیح اور چرب زبان تھا، جب رسول اللہ ﷺ کی محفل میں ہوتا تو اسلام کے تئیں بہت خلوص اور محبت کا اظہار کرتا اور اپنے کو پکا سچا مومن ظاہر کرتا، لیکن آپ کی محفل سے واپس ہوتا اور راستہ میں اس کو موقع ملتا تو کسی مسلمان کی کھیتیاں جلا ڈالتا یا جانور کے پاؤں کاٹ ڈالتا، اللہ تعالیٰ نے اس کے خلوص کا

پردہ چاک فرما دیا۔

- آج یہی رویہ یوروپی اور امریکی ممالک مسلمانوں کے ساتھ اپنائے ہوئے ہیں اور پورے عالم اسلام میں فساد پھیلا رہے ہیں، اور اپنے کو آزادی اور حقوق انسانی کا علم بردار قرار دے رہے ہیں۔
- خواہ مخواہ کھیتی اور نسل کو تباہ و برباد کرنا اور فساد پھیلانا جائز نہیں ہے، اگر یہ کام مسلمان بھی کریں گے تو وہ جہنم کے مستحق ہوں گے۔

I مختصر سوالات:

۱) وہ شخص بہ ظاہر کیسا معلوم ہوتا ہے؟

۲) وہ کس کو گواہ ٹھہراتا ہے؟

۳) حقیقت میں وہ شخص کیسا ہے؟

۴) وہ کس طرح فساد مچاتا ہے؟

۵) اللہ تعالیٰ کس بات کو پسند نہیں کرتے؟

۶) جب اس سے اللہ سے ڈرنے کو کہا جاتا تو وہ کیا کرتا؟

۷) فسادیوں کا ٹھکانہ کیا ہے؟

II تفصیلی سوالات:

۱) یہ آیت کس شخص کے بارے میں ہے اور وہ کیا کرتا تھا؟

۲) آج یوروپی اور امریکی ممالک کا رویہ کیا ہے؟

۳) فساد مچانے کا کیا حکم ہے اور ایسے لوگوں کا کیا انجام ہے؟

مسلمانوں کے دوست

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَتَّخِذُوْا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوْ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَاءَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. (المائدة: ٥٥-٥٧)

ترجمہ :

(مسلمانو!) تمہارے دوست تو اللہ اور اس کے رسول اور وہ ایمان والے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور زکاۃ دیتے ہیں، اور (ہر حال میں) اللہ کے آگے جھکے رہتے ہیں اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں سے دوستی کرے گا تو (وہ اللہ کی جماعت میں سے ہوگا اور) بلاشبہ اللہ کی جماعت ہی غالب رہنے والی ہے، اے ایمان والو! جن لوگوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے، یعنی وہ لوگ جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی (ان کو) اور (دوسرے) کافروں کو دوست نہ بناؤ، اور اللہ سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو۔

- ان آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے دوست کون ہیں! کن سے دوستی کرنی چاہئے اور کن سے دوستی نہیں کرنی چاہئے!

- کوئی مسلمان یہ سوچے کہ ہم کم تعداد میں ہیں، کافروں اور مشرکوں کی اکثریت ہے، اگر ان سے دوستی نہ کی جائے تو ہم مٹ جائیں گے، ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا، کیوں کہ جو اللہ اور اس کے رسول سے دوستی کرتا ہے وہ اللہ کی فوج میں شامل ہو جاتا ہے اور جس فوج میں اللہ ہو اس فوج کو کون مٹا سکتا ہے!
- اہل کتاب اور کافروں سے دوستی نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ وہ دین اسلام کا مذاق اُڑاتے ہیں، ایک مسلمان کے لئے سب سے بڑا سرمایہ دین اسلام کا احترام و عقیدت ہے، تو کیا کسی مسلمان کی غیرت یہ گوارا کرے گی کہ وہ مسلمانوں کو چھوڑ کر ایسی قوم سے دوستی کا ہاتھ بڑھائے جو اس کے مذہب کی ہنسی اور مذاق اُڑاتی ہو۔

I مختصر سوالات:

۱) ان آیات میں کیا بتایا گیا ہے؟
۲) مسلمانوں کے دوست کون ہیں؟
۳) اللہ کی جماعت کون ہے؟
۴) کون سی جماعت غالب رہنے والی ہے؟
۵) کن سے دوستی کرنے سے منع کیا گیا ہے؟

II تفصیلی سوالات:

۱) مسلمان کم تعداد میں ہوں تو کیا ان کو کافروں سے دوستی کرنا چاہئے؟
۲) کافروں سے دوستی نہ کرنے کی ایک وجہ کیا بتائی گئی ہے؟

III خالی جگھوں کو پر کیجئے !

ا) ایک مسلمان کے لئے سب سے بڑا سرمایہ............کا احترام وعقیدت ہے۔

۲) جو اللہ ورسول سے............کرتا ہے وہ اللہ کی............میں شامل ہوجاتا ہے اور جس فوج میں............ہو اس کو کون مٹا سکتا ہے۔

نومسلموں کا ایمان واخلاق

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ، اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَايَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ، ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ . (المائدة: ٥٤)

ترجمہ :

اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسے لوگ پیدا کر دے گا جنہیں اللہ دوست رکھتا ہوگا اور وہ اس کو دوست رکھتے ہوں گے، وہ مسلمانوں کے حق میں نرم دل ہوں گے اور کافروں کے مقابلہ میں سخت ہوں گے، وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے، یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑی وسعت رکھنے والا اور جاننے والا ہے۔

- یہ آیت اسلام کی حفاظت اور مسلمانوں کے کردار سے متعلق دوٹوک انداز میں مخاطب کرتی ہے۔
- جو لوگ اسلام کے احکام پر عمل کر رہے ہیں اور اس کی خدمت کر رہے ہیں، وہ یہ نہ سمجھیں کہ وہ اسلام پر احسان کر رہے ہیں۔

- اگر خدانخواستہ موجوجہ سارے مسلمان اسلام کے احکام پر عمل اور اسلام کی خدمت چھوڑ کر غیر مسلموں کی صف میں شامل ہوجائیں تو اللہ ہم سے بہتر لوگوں کو اسلام کی خدمت کے لئے کھڑا کردے گا۔
- اس آیت میں یہ پیشین گوئی ہے کہ اسلام ہمیشہ باقی رہنے والا مذہب ہے، اس کو کافر یا مسلم کوئی بھی ختم نہیں کرسکیں گے۔
- اس آیت کی روشنی میں مسلمانوں میں یہ صفات ہونے ضروری ہیں:

۱) اللہ سے عشق ومحبت اور اللہ کا چہیتا بننے کی کوشش۔

۲) مومنوں کے ساتھ شفقت و ہم دردی کا برتاؤ اور ان کے خلاف طاقت کا عدم استعمال۔

۳) اسلام کے دشمنوں کے مقابلہ چٹان کی طرح سخت اور دین پر مضبوطی سے جمے رہنا۔

۴) اللہ کے راستہ میں جان ومال سے جہاد اور اس کے لئے تیاری۔

۵) بے خوف وخطر ہوکر دین پر عمل کرنا، نکتہ چینی، طعنے اور پروپیگنڈہ کرنے والوں سے نہ گھبرانا اور نہ مرعوب ہونا۔

- آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ جو نئے مسلمان ہورہے ہیں انہیں اسلام اور مسلمان سے کس قدر محبت ہے، اسلام کے احکام پر سختی سے عمل کرتے ہیں، اور اسلام کے احکام پر عمل کرنے میں ان کو کوئی خوف یا شرم و عار نہیں، وہ غیر مسلم بھائیوں کو اسلام کی دعوت دینے میں بڑے مستعد اور بے چین رہتے ہیں۔

I مختصر سوالات :

۱) یہ آیت کس انداز میں مخاطب کرتی ہے؟

۲) اس آیت میں کیا پیشین گوئی ہے؟

۳) جو لوگ اسلام پر چل رہے ہیں انہیں کیا نہیں سمجھنا چاہئے ؟

۴) اگر خدانخواستہ سارے مسلمان اسلام کو چھوڑ کر غیر مسلموں میں شامل ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کیا کریں گے؟

II تفصیلی سوالات :

۱) اس آیت میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

۲) اس آیت کی روشنی میں مسلمانوں کے اندر کیا صفات ہونے ضروری ہیں؟

۳) آج ہم نو مسلموں کو کیسا دیکھ رہے ہیں؟

III زبانی کام :

مسلمانوں کے تئیں ہمارا رویہ کیسا ہے اور کیسا ہونا چاہئے ؟ بیان کیجئے !

حدیث

اسلام کو تفصیل سے سمجھنے اور اس کی پیروی کا حق ادا کرنے کے لئے رسول ﷺ کے فرمودات اور اعمال سے واقف ہونا ضروری ہے، اس لئے کہ اس کے بغیر قرآن کریم کو ٹھیک طور پر نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔ ذیل میں منتخب احادیث کو مناسب ترتیب کے ساتھ جمع کیا گیا ہے؛ تا کہ طلبہ میں حدیث فہمی کا ذوق پیدا ہو۔

افضل ایمان

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ﷜: أَنَّهُ سَئَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ أَفْضَلِ الإِيْمَانِ، قَالَ: أَنْ تُحِبَّ لِلّٰهِ وَ تُبْغِضَ لِلّٰهِ وَ تُعْمِلَ لِسَانَکَ فِيْ ذِکْرِ اللّٰهِ، قَالَ: وَمَاذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ! وَ أَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبَّ لِنَفْسِکَ، وَتَکْرَهَ لَهُمْ مَا تَکْرَهَ لِنَفْسِکَ. (أحمد)

ترجمہ:

سیدنا معاذ بن جبل ﷜ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے ایمان کے افضل درجہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: تم اللہ کے لئے محبت کرو اور اللہ کے لئے نفرت کرو اور اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں مصروف رکھو، انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! پھر کون سا عمل کروں؟ فرمایا: تم لوگوں کے لئے وہی چیز پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اور لوگوں کے لئے وہی چیز ناپسند کرو جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو۔

- ایمان کا افضل درجہ یہ ہے کہ نہ صرف اللہ کی عبادت کی جائے، بلکہ اللہ سے محبت پیدا ہو اور اسی کا ذکر ہمیشہ زبان پر ہو۔
- ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ کی خاطر نیک لوگوں سے محبت کی جائے اور برے لوگوں کو ناپسند کیا جائے اور ان سے زیادہ میل جول نہ رکھا جائے۔
- مومن سب کا خیر خواہ ہوتا ہے، وہ کسی کے ساتھ دھوکہ نہیں کرتا، وہ اپنے لئے جو چیز

پسند کرتا ہے وہی دوسروں کے لئے پسند کرتا ہے اور وہ اپنے لئے جو چیز ناپسند کرتا ہے، وہی چیز دوسروں کے لئے بھی ناپسند کرتا ہے۔

- ایک حدیث میں ارشاد ہے: ''جس نے اللہ کے لئے محبت کی، اللہ کے لئے نفرت کی، اللہ کے لئے دیا اور اللہ کے لئے دینے سے رکا تو اس نے یقیناً ایمان مکمل کرلیا۔'' (ابوداؤد)

I سوالات:

۱) سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کیا سوال کیا ہے؟

۲) نبی کریم ﷺ نے کیا جواب دیا؟

۳) سیدنا معاذ نے مزید کیا سوال کیا اور کیا جواب ملا؟

۴) ایمان کا کیا تقاضہ ہے؟

۵) مومن کیسا ہوتا ہے؟

۶) ایک حدیث میں کیا ارشاد ہے؟

II خالی جگھوں کو پر کیجئے!

۱) مومن سب کا............ہوتا ہے۔

۲) جو چیز اپنے لئے پسند کرو وہی............کے لئے پسند کرو۔

۳) جو چیز اپنے لئے............کرو وہی دوسروں کے لئے ناپسند کرو۔

۴) ایمان کا افضل درجہ یہ ہے کہ نہ صرف اللہ کی............کی جائے بلکہ اللہ سے ....پیدا ہو، اور اس کا............ہمیشہ زبان پر ہو۔

III عملی کام:

دوستی اور محبت دین داری کی بنیاد پر کرو، نیک اور دین دار لوگوں سے دوستی کرو تا کہ دین پر عمل کرنا آسان ہو۔

تقدیر اور کوشش

وَ عَنْ أَبِي خُزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْت رُقًى نَسْتَرْقِيْهَا، وَ دَوَاءً نَتَدَاوٰى بِهٖ، وَ تُقَاةً نَتَّقِيْهَا، هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ شَيْئًا؟ قَالَ: هِيَ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ. (أحمد و ترمذی)

ترجمہ:

سیدنا ابوخزامہ اپنے والد سے رروایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! ہم جو جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور دوا علاج کرتے ہیں اور بچاؤ کی تدبیر کرتے ہیں، ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا یہ اللہ کی تقدیر کو بدل سکتے ہیں؟ فرمایا: یہ بھی اللہ کی تقدیر سے ہیں۔

- حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جھاڑ پھونک، دوا علاج اور بچاؤ کی تدبیر انسان کی کوشش ہے، اگر تقدیر میں فائدہ لکھا ہوگا تو ان سے فائدہ ہوگا ورنہ نہیں، چنانچہ بہت سی مرتبہ دواؤں سے فائدہ نہیں ہوتا ہے، کیوں کہ تقدیر میں فائدہ لکھا نہیں ہوتا۔
- انسان اپنی کوشش سے تقدیر کو نہیں بدل سکتا، لیکن اگر تقدیر میں کامیابی لکھی ہے تو وہ تدبیر اور کوشش سے حاصل ہوسکتی ہے، تقدیر میں کیا لکھا ہوا ہے، انسان کو اس کا علم نہیں ہے، اس لئے انسان کو کوشش اور تدبیر میں لگے رہنا چاہئے۔
- جھاڑ پھونک اگر قرآن یا اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات سے کی جائے تو یہ جائز ہے، لیکن اگر اس میں کفر یا شرک کے الفاظ ہوں یا یہ اعتقاد ہو کہ یہ جھاڑ پھونک بہ ذاتِ خود

نفع پہنچانے والی ہے تو ایسی جھاڑ پھونک ناجائز ہوگی ، احادیث میں ایسے ہی جھاڑ پھونک کی مذمت کی گئی ہے۔

I سوالات :

۱) حدیث میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

۲) حدیث کا مطلب کیا ہے؟

۳) تقدیر کے بارے میں اسلام کا کیا نظریہ ہے؟

۴) جھاڑ پھونک کے بارے میں کیا حکم ہے؟

II خالی جگھوں کو پر کیجئے !

۱) جھاڑ پھونک اور دوا علاج............ ہے۔

۲) انسان اپنی کوشش سے............کو بدل نہیں سکتا۔

۳) تقدیر میں کیا لکھا ہوا ہے............کو اس کا علم نہیں ہے۔

۴) انسان کو............میں لگے رہنا چاہئے۔

III مثال سے واضح کیجئے !

I. جائز جھاڑ پھونک	II. ناجائز جھاڑ پھونک
۱)	۱) ....
۲)	۲) ....

سو شہید کا ثواب

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِيْ فَلَهٗ أَجْرُ مِأَةِ شَهِيْدٍ. (رواه البيهقي في كتاب الزهد)

ترجمہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’جو شخص میری اُمت کے بگاڑ کے زمانہ میں میری سنت کو مضبوطی سے تھامے رہے، اس کو سو شہید کا ثواب ملے گا۔‘‘

- یعنی ایسا زمانہ آجائے کہ سنت کیا فرض چھوڑ دیے جانے لگیں، حلال وحرام کی تمیز مٹ جائے، ایسے وقت سنت کو اختیار کرنے والے کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا، کیوں کہ بگاڑ اور فساد سنت چھوڑ دینے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔
- ایک حدیث میں ارشاد ہے: ’’جو شخص حلال کھائے، سنت پر عمل کرے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ ہوں، وہ جنت میں داخل ہوگا، ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسی صفت کے آدمی آج تو بہت ہیں، فرمایا: اور میرے بعد بھی ہوں گے۔
- پہلی حدیث سے بہ خوبی اندازہ ہوتا ہے کہ سنت کی کیا اہمیت ہے، آج ہم سنت کو معمولی سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں، جب کہ اسی سنت کی بدولت سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔

I سوالات:

۱) حدیث میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

۲) حدیث کا مطلب بیان کیجئے؟

۳) ایک حدیث میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

۴) سنت کی اہمیت کا اندازہ کیسے ہوتا ہے؟

۵) بگاڑ اور فساد کیوں پیدا ہوتا ہے؟

II عملی کام:

۱) آپ کون کون سی سنت پر عمل کرتے ہیں؟ بیان کیجئے!

۲) سنت پر عمل کرنے کے لئے آپ کیا اقدامات کریں گے؟

توبہ

عَنْ أَبِيْ مُوْسیٰ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰـهَ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوْبَ مُسِیْءُ النَّهَارِ، وَ يَبْسُطَ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِیْءُ اللَّيْلِ، حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا. (مسلم)

ترجمه:

سیدنا ابوموسیٰ ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ رات میں پھیلاتا ہے کہ دن کا گنہگار توبہ کرلے اور اپنا ہاتھ دن میں پھیلاتا ہے کہ رات کا گنہگار توبہ کرلے، یہاں تک کہ سورج مغرب سے نکلنے لگے۔

- ہر گناہ سے توبہ کرنا واجب ہے، اگر گناہ بندہ اور اللہ کے درمیان ہو اور کسی آدمی سے متعلق نہ ہو تو توبہ کے لئے تین شرائط ہیں: (۱) گناہ سے رُکنا (۲) گناہ پر شرمندہ ہونا (۳) آئندہ کبھی نہ کرنے کا عزم کرنا۔ لیکن اگر کسی آدمی سے متعلق ہو، جیسے: کسی کا سامان چرالیا یا کسی کو گالی دی تو مذکورہ تینوں شرطوں کے ساتھ چوتھی شرط یہ ہے کہ سامان واپس کردیا جائے اور معافی مانگی جائے، تب ہی توبہ درست ہوگی ورنہ نہیں۔
- توبہ کا وقت قیامت کی نشانی ظاہر ہونے سے پہلے تک ہے، قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ سورج مشرق کے بجائے مغرب سے نکلے گا، تب توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا، اسی طرح موت کی علامت ظاہر ہونے سے پہلے توبہ کا موقع رہتا ہے، لیکن موت اور

قیامت کب آئے گی نہیں معلوم، اس لئے گناہوں سے بچنا چاہئے اور گناہ ہو جانے پر فوراً توبہ کرنا چاہئے۔

- اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ سے بہت خوش ہوتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)
- ایک حدیث میں ہے: ''آدم کی تمام اولاد خطا کار ہے اور بہترین خطا کار توبہ کرنے والے ہیں۔'' (ترمذی)

I سوالات:

۱) پہلی حدیث میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

۲) توبہ کے کیا شرائط ہیں؟

۳) توبہ کا وقت کب تک ہے؟

۴) آخری حدیث میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

II خالی جگھوں کو پر کیجئے!

۱) ہر گناہ سے توبہ کرنا............ ہے۔

۲) آدم کی تمام اولاد............ ہے۔

۳) بہترین خطا کار............ ہیں۔

۴) اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ سے............ ہوتے ہیں۔

تنگی سے نجات

عَنُ اِبُنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوُلُ اللّٰهِ ﷺ مَـنُ لَزِمَ الاسُتِغُفَارَ جَعَلَ اللّٰـهُ لَـهٗ مِنُ کُلِّ ضِیُقٍ مَخُرَجاً وَ مِنُ کُلِّ هَمٍّ فَرَجاً وَ رَزَقَهٗ مِنُ حَیُثُ لاَ یَحُتَسِبُ. (أحمد و أبو داؤد)

ترجمہ:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص پابندی سے استغفار کرے، اللہ اس کو ہر تنگی سے کشادگی اور ہر غم سے نجات عنایت فرمائیں گے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائیں گے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوگا۔

- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ مَنُ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجُعَلُ لَهٗ مَخُرَجاً وَ یَرُزُقُهٗ مِنُ حَیُثُ لَا یَحُتَسِبُ.

اور جو اللہ سے ڈرے گا تو اللہ اس کے لئے (مشکلات سے) نجات کی شکل نکال دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو۔

- انسان سے نہ جانے کتنے گناہ دن رات میں ہوجاتے ہیں، اس لئے ہمیں اُٹھتے بیٹھتے توبہ واستغفار کرنا چاہئے۔
- اللہ کے رسول ﷺ جن کے اگلے پچھلے گناہ معاف کردیے گئے تھے، دن میں سومرتبہ توبہ واستغفار کیا کرتے تھے، چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ کے حضور توبہ و

استغفار کرو، میں دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔(مسلم)

- قرآن شریف میں ایک جگہ استغفار کے فائدے اس طرح بیان کئے گئے ہیں: ''تم اپنے پروردگار سے معافی مانگو کہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے، وہ تم پر آسمان سے بارش برسائے گا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں باغ عطا کرے گا اور ان میں تمہارے لئے نہریں بہا دے گا۔'' (سورہ نوح : ۱۰ - ۱۲)

I سوالات:

۱) حدیث میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

۲) قرآن میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

۳) ہمیں استغفار کیوں کرنا چاہئے؟

۴) اللہ کے رسول ﷺ کا کیا معمول تھا؟

۵) استغفار کے کیا فائدے ہیں؟

II استغفار کے فائدے لکھئے!

۱)

۲)

۳)

۴)

ضرورت مندوں کی مدد

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّمَا مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِماً ثَوْباً عَلىَ عُرًى كَسَاهُ اللّٰهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ، وَ أَيُّمَا مُسْلِمٍ أَطْعَمَ عَلىَ جُوْعٍ أَطْعَمَهُ اللّٰهُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ، وَ أَيُّمَا مُسْلِمٍ سَقٰى مُسْلِماً عَلٰى ظَمَأٍ سَقَاهُ اللّٰهُ مِنَ الرَّحِيْقِ الْمَخْتُوْمِ. (أبوداؤد و ترمذی)

ترجمہ:

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو ننگے کی حالت میں کپڑا پہنائے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا سبز لباس پہنائیں گے اور جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلائے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا پھل کھلائیں گے اور جو مسلمان کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں پانی پلائے تو اللہ تعالیٰ اس کو مہر بند شربت پلائیں گے۔

- احادیث میں بھوکوں کو کھانا کھلانے، پیاسے کو پانی پلانے اور ننگوں کو کپڑا پہنانے کی بڑی فضیلت آئی ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے: جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کپڑا پہنائے تو وہ اللہ کی حفاظت میں ہوگا، جب تک کہ کپڑے کا ایک ٹکڑا بھی باقی رہے گا۔ (احمد و ترمذی)
- ایک حدیث میں ارشاد ہے: رحمٰن کی عبادت کرو، کھانا کھلاؤ اور سلام کو پھیلاؤ، جنت

میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ (ترمذی)

- ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرمائیں گے: میں بھوکا تھا، تم نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، بندہ کہے گا: اے رب! تو کیسے بھوکا ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میرا فلاں بندہ بھوکا تھا، اگر تم اس کو کھانا کھلاتے تو گویا مجھ کو کھلاتے، پھر فرمائیں گے: میں پیاسا تھا تم نے مجھ کو پانی نہیں پلایا، بندہ پھر کہے گا: اے پروردگار! تو کیوں کر پیاسا ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میرا فلاں بندہ پیاسا تھا، اگر تم اس کو پانی پلاتے تو گویا مجھ کو پانی پلاتے، پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں ننگا تھا، تم نے مجھ کو کپڑا نہیں پہنایا، بندہ پھر کہے گا: اے پاک پروردگار! تو کیوں کر ننگا ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میراں فلاں بندہ ننگا تھا، اگر تم اس کو کپڑا پہناتے تو گویا مجھ کو کپڑا پہناتے۔

- اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت مندوں کی مدد کرنے سے اللہ تعالیٰ کو کس قدر خوشی ہوتی ہے، چنانچہ قرآن میں نیک لوگوں کی صفات بیان کی گئی ہیں کہ: یہ لوگ محض اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں، (اور کہتے ہیں کہ) ہم تم کو خالص اللہ کے لئے کھلاتے ہیں، نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ۔

(الدھر: ۸-۹)

سوالات:

۱) پہلی حدیث میں کیا بیان ہے؟

۲) احادیث میں کن چیزوں کی فضیلت آئی ہے؟

۳) دوسری احادیث میں کپڑا پہنانے اور کھانا کھلانے کی کیا فضیلت آئی ہے؟

۴) آخری حدیث میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

۵) اس حدیث سے کیا معلوم ہوتا ہے؟

۶) قرآن مجید میں نیک لوگوں کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟

II عملی کام:

غریبوں کو کھلانے، کپڑا پہنانے اور پانی پلانے کے عملی طور پر کیا طریقے ہو سکتے ہیں؟ ان کی ایک فہرست بنایئے۔

پرہیزگاری

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ إِذَا أَنَا عَمِلْتُهُ أَحَبَّنِيَ اللّٰهُ وَ أَحَبَّنِيَ النَّاسُ، قَالَ: اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبُّكَ اللّٰهُ، وَ ازْهَدْ فِيْمَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبُّكَ النَّاسُ.

(ترمذی)

ترجمہ:

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے آ کر کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا عمل بتایئے جس کے کرنے پر اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرنے لگیں اور لوگ بھی مجھ محبت کرنے لگیں، فرمایا: دنیا داری سے بچو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے، اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے پرہیز کرو، تو لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔

- ہر انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ لوگ اس کو پسند کریں، جس شخص کے دل میں واقعتاً ایسی خواہش ہو اس کو چاہیے کہ لوگوں کے مال و دولت پر نظر نہ رکھے، اپنی ضرورت لوگوں سے بیان نہ کرے اور لوگوں کے مال و دولت سے بے پرواہ رہے۔
- ہر شخص کے دل میں یہ خواہش ہونی چاہیے کہ ساری دنیا کے بادشاہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کریں، اس کو دنیاداری اور دنیا کی حرص و ہوس چھوڑ کر آخرت کی دولت جمع کرنے کی کوشش کرنی پڑے گی۔

- ایک حدیث میں ارشاد ہے: جو بندہ دنیاداری سے بچتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے دل میں حکمت عطا فرماتے ہیں اور اس کی زبان کو حکمت کی زبان عطا فرماتے ہیں، دنیا کا عیب، دنیا کا مرض اور اس کے علاج سے اس کو واقف کرا دیتے ہیں اور دنیا سے صحیح و سالم اس کو نکال کر سلامتی کے گھر (جنت) میں داخل فرما دیتے ہیں۔ (شعب الایمان)
- اس لئے اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا میں اس طرح رہو جس طرح ایک مسافر یا راستہ پار کرنے والا رہتا ہے۔ (بخاری)
- سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حصیر پر آرام فرمایا، اُٹھنے کے بعد آپ ﷺ کے جسم مبارک پر حصیر کے نشانات تھے، سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ حکم فرماتے تو ہم آپ کے لئے بہترین بستر لگا دیتے، آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے دنیا سے کیا غرض، میرے لئے دنیا ایسی ہے جیسے کوئی سوار درخت کے نیچے سایہ حاصل کرے، پھر اس درخت کو چھوڑ کر آگے بڑھ جائے۔ (احمد و ترمذی)

سوالات:

۱) سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

۲) اس حدیث کی تشریح کیجئے!

۳) دنیاداری سے بچنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا کیا انعام ہوتا ہے؟

۴) آپ ﷺ نے کس طرح دنیا میں رہنے کا حکم فرمایا ہے؟

۵) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کیا واقعہ بیان کیا ہے؟

۱۱ خالی جگھوں کو پر کیجئے!

۱) دنیامیں اس طرح رہو جیسے ایک............یا راستہ............کرنے والا رہتا ہے۔

۲) مجھے دنیا سے کیا............، میرے لئے ....ایسی ہے جیسے کوئی سوار .... کے نیچے سایہ حاصل کرے، پھر درخت کو چھوڑ کر............ بڑھ جائے۔

۳) جو بندہ............ سے بچتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ....عطا فرماتے ہیں۔

روزی کمانے کا مقصد

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلاَلاً اِسْتِعْفَافاً عَنِ الْمَسْئَلَةِ وَ سَعْياً عَلٰى أَهْلِهٖ وَ تَعَطُّفاً عَلٰى جَارِهٖ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ وَجْهُهٗ مِثْلَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَ مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلاَلاً مُكَاثِراً مُفَاخِراً مُرَائِياً لَقِيَ اللّٰهَ وَ هُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ. (شعب الایمان)

ترجمہ:

سیدنا ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص حلال طریقہ پر ہاتھ پھیلانے سے بچنے کے لئے، اپنے گھر والوں کی ضرورت پوری کرنے کی خاطر اور اپنے پڑوسی پر مہربانی کرنے کے لئے دنیا کمائے تو قیامت کے دن اس حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودہویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا، اور جو شخص حلال طریقہ پر ہی مگر ہوس، فخر اور دکھاوا کے لئے دنیا کمائے، اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے غصہ ہوں گے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح مال کمانا پسند ہے اور کس طرح مال کمانا ناپسندیدہ ہے، اس حدیث میں مال کمانے کا تین مقصد بیان کیا گیا ہے: (۱) کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بچنا (۲) گھر والوں کی ضرورت پوری کرنا (۳) پڑوسی اور دوسرے لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور تعاون کرنا۔

- رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اپنی اُمت کے بارے میں سب سے زیادہ خوف خواہش اور لمبی اُمید کے تعلق سے ہے، بہرحال خواہش حق سے روک دیتی ہے اور لمبی اُمید آخرت کو بھلا دیتی ہے۔ (شعب الایمان)
- مطرف اپنے والد عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ " الھٰکم التکاثر " (مال کی زیادتی کی ہوس نے تم کو غفلت میں ڈال دیا ہے) تلاوت فرما رہے تھے، آپؐ نے فرمایا: آدم کا بیٹا کہتا ہے: میرا مال، میرا مال، تیرے لئے اے آدم کے بیٹے! وہی ہے جو تو نے کھا کر ختم کر دیا اور پہن کر پرانا کر دیا، یا صدقہ دے کر اپنے لئے ذخیرہ آخرت کر لیا۔ (مسلم) ایک روایت میں ہے کہ ان کے علاوہ جو مال ہے وہ ختم ہونے والا ہے اور وہ دوسروں کے لئے چھوڑ کر جانے والا ہے۔ (مسلم)

I سوالات:

۱) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

۲) اس حدیث سے کیا باتیں معلوم ہوتی ہیں؟

۳) دوسری حدیث میں کیا ارشاد ہے؟

۴) مطرف اپنے والد سے کیا حدیث روایت کرتے ہیں؟

II عملی کام:

حلال کمائی اور حرام کمائی کے طریقوں کی فہرست بنائیے:

حلال کمانے کے طریقے	حرام کمانے کے طریقے

حرام غذا

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: لاَ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ لَحْمٌ نُبِتَ مِنَ السُّحْتِ، وَ کُلُّ لَحْمٍ نُبِتَ مِنَ السُّحْتِ کَانَتِ النَّارُ أَوْلٰی بِہٖ.

(احمد و دارمی)

ترجمہ:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو گوشت حرام غذا سے پرورش پائے وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور ہر وہ گوشت جو حرام مال سے پرورش پائے آگ اس کے لئے زیادہ مناسب ہے۔

- حلال کمائی کرنا اور حرام مالوں سے بچنا فرض ہے۔
- اسلام میں نہ صرف حرام بلکہ مشتبہ مال سے بھی بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔

اسلام میں صرف خود سے کما کر کھانے کی بہت حوصلہ افزائی کی گئی ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کبھی کوئی کھانا نہیں کھایا، اور اللہ کے نبی سیدنا داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے۔ (بخاری)

- سیدہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے پاکیزہ کھانا تمہاری کمائی اور تمہاری اولاد کی کمائی کا کھانا ہے۔ (ترمذی)
- ہمیں دوسروں کے گھر اور دعوت میں کھانے سے پہلے اطمینان کر لینا چاہئے کہ کیا یہ حلال کا کھانا ہے، اگر شبہ ہو تو ایسے کھانے سے بچنا چاہئے، آج کل ولیمہ کا کھانا کھانے سے ضرور بچنا چاہئے، کیوں کہ اکثر و بیشتر لڑکے والے گھوڑے جوڑے کے نام پر

پیسے وصول کرتے ہیں، جو سراسر حرام ہے، جس آدمی کی حلال کمائی میں حرام بھی شامل ہو اس کے یہاں کھانے پینے سے بچنا چاہیے۔

✪ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص نے دس درہم میں ایک کپڑا خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا ہے تو جب تک وہ کپڑا اس کے پاس ہے، اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کریں گے۔ (احمد)

I سوالات:

۱) رسول اللہ ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟

۲) حرام مال کا کیا حکم ہے؟

۳) اسلام میں کس بات کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے؟

۴) دوسرے کے گھر یا دعوت میں کھانے سے پہلے کیا کرنا چاہیے؟

۵) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کیا ارشاد فرمایا؟

II خالی جگہوں کو پر کیجئے!

۱) حلال کمائی کرنا اور حرام سے بچنا............ ہے۔

۲) سب سے پاکیزہ کھانا اپنی............ کا کھانا ہے۔

۳) اسلام میں............ مال سے بھی بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔

۴) اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کوئی............ نہیں ہے۔

III عملی کام:

ولیمہ جس میں گھوڑے جوڑے کی رقم لی جاتی ہے، بینک کی افطار پارٹی، بینک کا پانی اور بینک ملازم کے گھر کھانے پینے سے احتراز کیجئے۔

امیر کی اطاعت

عَنْ أُمِّ الْحُصَيْنِ ؓ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنْ أُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ مجدع بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاسْمَعُوْا لَهُ وَ أَطِيْعُوْهُ. (مسلم)

ترجمہ:

سیدہ ام الحصین ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر ایک ناک کٹا غلام تمہارا امیر بنا دیا جائے، جو اللہ کی کتاب کے مطابق تم پر حکومت کرے تو تم اس کی بات سنو اور اس کی فرماں برداری کرو۔

- ایک حدیث میں ارشاد ہے: سنو اور فرماں برداری کرو، اگر چہ کہ ایسا حبشی غلام تمہارا امیر بنا دیا جائے جس کا سر انگور کی طرح ہو۔ (بخاری)
- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور جو تم میں حکومت والے ہیں (ان کی بھی اطاعت کرو) (النساء : ۵۹)
- اسلام میں امیر، خلیفہ اور علماء کی اطاعت کی بہت تاکید کی گئی ہے، تاکہ اجتماعی نظم و ضبط باقی رہے۔
- امیر، خلیفہ اور علماء کی اطاعت اس لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن و حدیث کے مطابق اُمت کی رہنمائی کرتے ہیں، اگر ان کی بات قرآن و حدیث اور اسلامی شریعت کے خلاف ہو تو اطاعت واجب نہیں ہوگی، چنانچہ ایک حدیث میں ہے: ’’مسلمان پر سمع و اطاعت پسند اور ناپسندیدہ باتوں میں واجب ہے، جب تک کہ گناہ کا حکم نہ دیا جائے، جب گناہ کا حکم دیا جائے تو سمع و طاعت واجب نہیں ہے۔‘‘ (بخاری و مسلم)

I سوالات :

۱) پہلی حدیث میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

۲) ایک اور حدیث میں کیا ارشاد ہے؟

۳) اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے؟

۴) امیر اور علماء کی اطاعت کی تاکید کیوں کی گئی ہے؟

۵) امیر، خلیفہ اور علماء کی اطاعت کیوں ضروری ہے؟

۶) امیر کے کیسے حکم کو ماننا واجب نہیں ہے؟

II خالی جگھوں کو پر کیجئے !

۱) سنو اور فرماں برداری کرو، اگر چہ ایک............تمہارا............بنا دیا جائے۔

۲) اگر ایک............غلام تمہارا امیر بنا دیا جائے تو............کی کتاب کے مطابق
تم............کرے تو اس کی............سنو اور اس کی............کرو۔

۳) مسلمان پر سمع وطاعت............باتوں میں واجب ہے، جب تک کہ............
کا حکم نہ دیا جائے۔

جماعت سے وابستگی

عَنِ الْحَارِثِ الأشْعَرِي ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ: آمُرُكُم بِخَمْسٍ: بِالْجَمَاعَةِ وَ السَّمْعِ وَ الطَّاعَةِ وَ الْهِجْرَةِ وَ الْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَ أَنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الإسْلامِ مِنْ عُنُقِهٖ إلاَّ أَنْ يُّرَاجِعَ، وَ مَنْ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ مِنْ جُثٰى جَهَنَّمَ وَ إِنْ صَامَ وَ صَلّٰى وَ زَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ. (احمد و ترمذی)

ترجمہ:

سیدنا حارث اشعری ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں پانچ کاموں کا حکم دیتا ہوں: جماعت سے ملے رہنے، سننے، فرماں برداری کرنے، ہجرت اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے کا۔ کیوں کہ جو جماعت سے ایک بالشت الگ ہوجائے اس نے اسلام کے پھندے کو اپنی گردن سے اُتار پھینکا، مگر یہ کہ وہ پھر لوٹ آئے اور جس نے زمانۂ جاہلیت کا دعویٰ کیا تو وہ آگ کے ڈھیر میں ہوگا، اگر چہ روزہ رکھے، نماز پڑھے اور اپنے آپ کو مسلمان خیال کرے۔

- ایک حدیث میں ارشاد ہے: جو شخص اطاعت سے نکل جائے اور جماعت سے الگ ہوکر اس کی موت واقع ہوجائے، وہ جاہلیت کی موت مرا۔ (مسلم)
- اسلام میں اجتماعیت کو بہت اہمیت دی گئی ہے اور جماعت سے جڑے رہنے کی بڑی

تاکید کی گئی ہے اور جماعت سے علاحدہ ہونے والے کو جہنم کے راستہ پر چلنے والا بتایا گیا ہے، چنانچہ احادیث میں اس بارے میں کئی جگہ بیان کیا گیا ہے:

- ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ میری اُمت کو گمراہی پر جمع نہیں فرماتے ہیں، جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے، جو جماعت سے علاحدہ ہوا وہ جہنم میں تنہا چلا گیا۔ (ترمذی)
- ایک حدیث میں ہے: تم بڑی جماعت کی پیروی کرو، کیوں کہ جو جماعت سے علاحدہ ہوا وہ جہنم میں علاحدہ رہ گیا۔ (ابن ماجہ)
- ایک حدیث میں مثال دے کر اس طرح سمجھایا گیا ہے: یقیناً شیطان انسان کا بھیڑیا ہے، جس طرح بکریوں کا بھیڑیا ہوتا ہے، جو ریوڑ سے علاحدہ، دور اور کنارے میں رہ جانے والی بکری کو پکڑ لیتا ہے، تم گھاٹیوں سے بچو اور جماعت اور عوام کا راستہ اختیار کرو۔ (احمد)

سوالات:

۱) اللہ کے رسول ﷺ نے کن باتوں کا حکم دیا ہے؟

۲) جماعت سے علاحدہ ہو جانے والے کے بارے میں آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟

۳) زمانۂ جاہلیت کے دعویٰ کے بارے میں آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟

۴) مسلم کی حدیث میں کیا ارشاد ہے؟

۵) ترمذی اور ابن ماجہ کی حدیث میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

۶) ایک حدیث میں مثال دے کر کیا سمجھایا گیا ہے؟

11 جوڑی ملائیے !

انسان کا بھیڑیا	جماعت سے الگ ہو کر موت
اللہ کا ہاتھ	اُمتِ محمدیہ
جاہلیت کا دعویدار	علاحدہ جہنم میں
گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی	شیطان
جاہلیت کی موت	جماعت
جماعت سے علاحدہ	آگ کے ڈھیر

انسانیت کا احترام

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَزَوَالُ الدُّنْیَا أَھْوَنُ عَلَی اللّٰہِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ. (ترمذی)

ترجمہ:

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کا ختم ہونا ایک مسلمان آدمی کے قتل کے مقابلہ میں زیادہ آسان ہے۔

- ایک حدیث میں ارشاد ہے: اگر تمام آسمان وزمین والے کسی مسلمان کا خون بہانے میں شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ سب کو جہنم میں جھونک دیں گے۔ (ترمذی)
- ان احادیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کی جان کس قدر قیمتی ہے۔
- قرآن میں بھی اللہ تعالیٰ نے ناحق ایک انسان کے قتل کو تمام انسانوں کے قتل کے برابر قرار دیا ہے اور ایک انسان کی زندگی بچانے کو تمام انسانوں کی زندگی بچانے کے برابر قرار دیا ہے۔ (دیکھئے المائدہ:۳۲)
- ایک مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان کی جان و مال اور عزت وآبرو انتہائی قابل احترام ہے، رسول اللہ ﷺ نے آخری حج کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا: تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہاری عزت وآبرو تمہارے لئے ایسے ہی قابل احترام ہے جیسا کہ یہ حج کا دن اور حج کا مہینہ اور یہ شہر مکہ قابل احترام ہے، تم لوگ میرے بعد کفر کی طرف نہ پلٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردن اُڑانے لگو۔ (بخاری ومسلم)

I سوالات :

۱) نبی کریم ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟

۲) ایک حدیث میں کیا ارشاد ہے؟

۳) ان احادیث سے کیا اندازہ ہوتا ہے؟

۴) آخری حج کے موقع پر آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟

II خالی جگھوں کو پر کیجئے !

۱) ایک انسان کا قتل .... کے قتل کے برابر ہے۔

۲) .... کا ختم ہونا ایک مسلمان کے قتل کے مقابلہ میں .... ہے۔

۳) ایک انسان کی زندگی .... تمام .... کی زندگی بچانے کے برابر ہے۔

۴) تمہارا خون، تمہارا .... اور تمہاری .... تمہارے لئے ایسے ہی قابل احترام ہے، جیسا کہ یہ .... کا دن اور .... کا مہینہ اور یہ شہر .... قابل احترام ہے۔

دوا علاج کا حکم

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ الدَّاءَ وَ الدَّوَاءَ وَ جَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَآءً، فَتَدَاوَوْا، وَ لَا تَدَاوَوْ بِحَرَامٍ.

(أبو داؤد)

ترجمہ:

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا نازل کی اور ہر بیماری کے لئے دوا پیدا کی، لہٰذا تم دوا سے علاج کیا کرو، لیکن حرام چیز سے علاج نہ کرو۔

- ایک حدیث میں ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی نازل نہیں کی جس کے لئے شفاء نازل نہ کی ہو۔ (بخاری)
- ایک جگہ ارشاد ہے: ہر بیماری کے لئے دوا ہے، جب دوا بیماری کے موافق ہو جاتی ہے تو اللہ کی اجازت سے مرض اچھا ہو جاتا ہے۔ (مسلم)
- سیدنا اُسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم دوا علاج کرائیں؟ فرمایا: ہاں، اے اللہ کے بندو! علاج کراؤ، اللہ تعالیٰ نے کوئی مرض ایسا نہیں رکھا جس سے شفا نہ رکھی ہو، سوائے ایک بیماری بڑھاپا کے۔ (احمد و ترمذی)
- اسلام میں دوا علاج کرانے کی تاکید کی گئی ہے، بلکہ احادیث میں کئی بیماریوں کا علاج بھی بتایا گیا ہے، اسلام میں صحت کا بہت خیال رکھا گیا ہے، جسم، کپڑے اور ماحول کو

صاف ستھرا رکھنے کی تاکید کی گئی ہے اور ہر ایسی چیز کو کھانے اور استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے جس سے صحت کو نقصان پہنچتا ہو، جیسے: ناپاک اشیاء، شراب اور خنزیر کے گوشت کا استعمال حرام قرار دیا گیا ہے۔

I سوالات:

۱) پہلی حدیث میں کیا ارشاد ہے؟

۲) ایک حدیث میں کیا ارشاد ہے؟

۳) تیسری حدیث میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

۴) صحابہ نے کیا دریافت کیا؟

۵) اسلام میں دوا علاج سے متعلق کیا رہنمائی کی گئی ہے؟

II خالی جگھوں کو پر کیجئے !

۱) اسلام میں ....کی تاکید کی گئی ہے۔

۲) اسلام میں ....کا بہت خیال رکھا گیا ہے۔

۳) احادیث میں کئی ....کا علاج بتایا گیا ہے۔

۴) ہر بیماری کے لئے ....ہے۔

گانے بجانے کا حکم

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ، كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ. (شعب الإيمان)

ترجمہ:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: موسیقی دل میں نفاق پیدا کرتی ہے، جیسے پانی کھیتی کو اُگاتا ہے۔

- اس حدیث کے مطابق لوگوں کی دین سے دوری، کوتاہی، بے عملی اور بے حسی کی وجہ ہر طرف گانے بجانے کا ماحول ہے، جان بوجھ کر لوگ اسلام کی باتوں کو نظر انداز کر رہے ہیں، اسلام کے طریقہ کو اچھا سمجھتے ہوئے غیروں کے طریقوں کو اپنا رہے ہیں، گانے بجانے والوں پر لعنت کی گئی ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: دو آوازیں دنیا و آخرت میں ملعون ہیں، خوشی کے وقت بانسری بجانا اور مصیبت کے وقت چیخنا پکارنا۔ (کشف الاستار للبزار)
- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: انسانوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو کلام دل فریب خرید کر لاتے ہیں، تا کہ اللہ کے راستہ سے علم کے بغیر بھٹکا دیں اور اس کو مذاق بنا دیں، ایسے لوگوں کے لئے بہت رُسوا کن عذاب ہے۔ (لقمان: ٦) یہ آیت موسیقی اور بانسری کے بارے میں نازل ہوتی ہے اور ٹیلی ویژن کے فحش پروگرام اور فحش CD وغیرہ کی حرمت اسی آیت سے معلوم ہوتی ہے۔

امام ترمذی نے امامہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے: گانے بجانے والی لونڈیوں کی خرید وفروخت نہ کرو، ان کو تربیت نہ دو، ان کی تجارت میں کوئی خیر نہیں، ایسے پیسوں کا کھانا بھی حرام ہے، ایسے ہی گانے والی باندیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ آیت نازل کی ہے: ’’کچھ لوگ کلام دل فریب خرید کر لاتے ہیں، تا کہ اللہ کے راستہ سے بھٹکائیں۔‘‘ (ترمذی)

I سوالات:

۱) موسیقی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا کیا ارشاد ہے؟

۲) گانے بجانے کا اثر ہمارے دینی ماحول پر کس طرح پڑ رہا ہے؟

۳) کون سی دو آوازیں ملعون ہیں؟

۴) گانے بجانے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا کیا ارشاد ہے؟

۵) اس آیت سے کن چیزوں کی حرمت معلوم ہوتی ہے؟

۶) ابواُمامہ رضی اللہ عنہ نے کیا نقل کیا ہے؟

II خالی جگھوں کو پر کیجئے!

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کلام ....خرید کر لاتے ہیں، تا کہ اللہ کے راستہ سے بغیر............ کے بہکاویں اور اس کو............ بنادیں، ایسے لوگوں کے لئے بہت رُسوا کن............ ہے۔

III فہرست بنایئے!

جائز سماع	ناجائز سماع

بری عادتیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِيَّاكُمْ وَ الظَّنِّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ، وَ لاَ تَحَسَّسُوْا وَ لاَ تَجَسَّسُوْا وَ لاَ تَنَاجَشُوْا وَلاَ تَحَاسَدُوْا وَ لاَ تَبَاغَضُوْا وَ لاَ تَدَابَرُوْا وَ كُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَاناً.

(بخاری و مسلم)

ترجمہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم بدگمانی کرنے سے بچو، کیوں کہ بدگمانی بہت جھوٹی بات ہے اور تم کسی کی ٹوہ میں اور جاسوسی میں نہ پڑو اور نہ آپس میں چال بازی، حسد اور بغض نہ کرو اور نہ ہی ایک دوسرے کے پیچھے پڑ جاؤ اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن کر رہو۔

- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! زیادہ گمان کرنے سے بچو، کیوں کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں، اور ایک دوسرے کے تجسس میں نہ رہا کرو۔ (الحجرات:۱۲)
- بدگمانی بری عادت ہے، اس سے نفرت بڑھتی ہے اور آدمی اپنے مخالف کی ٹوہ میں لگا رہتا ہے اور چھپ چھپ کر اس کا حال معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔
- دوسروں کے بارے میں اچھا گمان رکھنا چاہئے، ایک حدیث میں ہے: اچھا گمان رکھنا اچھی عبادت میں شامل ہے۔ (احمد و ابوداؤد)
- اسلام میں کسی کی ذاتی زندگی میں دخل دینے اور اس کی جاسوسی سے منع کیا گیا ہے، مگر

جرم کی تحقیق کے لئے اس کی گنجائش ہے۔

- ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور بلند آواز سے فرمایا: اے ان لوگوں کی جماعت جو اپنی زبان سے اسلام لائے ہو اور ایمان ان کے دل تک نہیں پہنچا! مسلمانوں کو تکلیف نہ دو، ان کو غیرت نہ دلاؤ، ان کے راز کے پیچھے نہ پڑو، کیوں کہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کے راز کے پیچھے پڑے اللہ تعالیٰ اس کے راز کے پیچھے پڑ جاتا ہے اور جس کے راز کے پیچھے اللہ پڑ جائے تو وہ اس کو رُسوا کر کے رہتا ہے، اگر چہ کہ وہ اپنے گھر کے بیچ میں ہو۔ (ترمذی)
- حسد کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: تم حسد سے بچو، کیوں کہ حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے، جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

I سوالات:

۱) پہلی حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے کن کن باتوں سے منع کیا ہے؟ نمبر وار لکھئے۔

۲) بدگمانی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے؟

۳) بدگمانی کے کیا نقصانات ہیں؟

۴) رسول اللہ ﷺ نے منبر پر کیا ارشاد فرمایا؟

۵) حسد کے بارے میں نبی ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟

II خالی جگھوں کو پر کیجئے!

۱) بدگمانی..........عادت ہے، اس سے..........بڑھتی ہے اور آدمی اپنے مخالف کی..........میں لگا رہتا ہے اور چھپ چھپ کر اس کا..........معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

۲) اسلام میں کسی کی ذاتی..........میں دخل دینے اور اس کی..........سے منع کیا گیا ہے، مگر..........کی تحقیق کے لئے اس کی گنجائش ہے۔

راستہ کے آداب

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيْ ﷛ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَ الْجُلُوْسِ فِيْ الطُّرُقَاتِ، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ؟ نَتَحَدَّثُ فِيْهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَاذ أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطَرَ الطَّرِيْقَ حَقَّهٗ، قَالُوْا: وَ مَا حَقُّ الطَّرِيْقِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: غَضُّ الْبَصَرِ وَ كَفُّ الْأَذٰى وَ رَدُّ السَّلَامِ وَ الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ.

(بخاری و مسلم)

ترجمہ :

سیدنا ابوسعید خدری ﷛ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ؐ نے ارشاد فرمایا: تم راستوں میں بیٹھنے سے بچو، لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے لئے بیٹھنا بھی ضروری ہے، ہم وہاں باتیں کرتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بیٹھنا ہی ضروری ہے تو راستہ کا حق ادا کرو، لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! راستہ کا حق کیا ہے؟ فرمایا: نگاہ نیچی رکھنا، تکلیف دہ چیز ہٹانا، سلام کا جواب دینا، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔

اس حدیث میں راستہ کے آداب بیان کئے گئے ہیں:

(۱) بلاضرورت راستہ میں نہیں بیٹھنا چاہئے۔

(۲) ضرورت کے بقدر ہی راستہ میں بیٹھنا چاہئے۔

(۳) راستہ میں نگاہ نیچی رکھنی چاہئے اور غیر محرم پر نظر نہیں ڈالنی چاہئے۔

(۴) گزرنے والے سلام کریں تو ان کا جواب دینا چاہئے۔

(۵) کسی میں اصلاح کی ضرورت ہو تو اس کی اصلاح کرنی چاہئے اور اس کو نیکی کا حکم دینا چاہئے۔

(٦) کسی میں کوئی برائی نظر آئے تو اس کو برائی سے روکنے کی کوشش کی جائے۔

- اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی سورہ نور میں مومن مردوں اور عورتوں کو اپنی نگاہ نیچی رکھنے کا حکم فرمایا ہے، حدیث میں ہے کہ جو مسلمان کسی عورت کی خوب صورتی پر پہلی مرتبہ نظر پڑنے کے بعد نگاہ پھیر لے تو اللہ اس کو ایسا ایمان عطا فرمائیں گے جس کی مٹھاس وہ محسوس کرے گا۔(احمد)

- راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹانے کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔(بخاری ومسلم) ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جو مسلمانوں کو راستوں میں تکلیف پہنچائے اس پر مسلمانوں کی لعنت ہو جاتی ہے۔(المعجم الکبیر)

I سوالات:

۱) پہلی حدیث میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

۲) اس حدیث میں راستہ کے کیا آداب بیان کئے گئے ہیں؟

۳) اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں کیا حکم دیا ہے؟

۴) نگاہ نیچی رکھنے کے بارے میں حدیث میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

۵) راستہ کے بارے میں احادیث میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

II عملی کام:

راستہ میں اگر کوئی کانٹا، موز کا چھلکا یا پتھر وغیرہ نظر آئے تو اسے ہٹا دیا کیجئے۔

فقہ

فقہ سے مُراد وہ شرعی احکام ہیں جن کو علماءِ اسلام نے قرآن و حدیث کی روشنی میں مرتب کیا ہے۔ فقہِ اسلامی زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے، اس لئے اس کو جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

حرام ذبیحہ

☆ مسلم اور اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے۔

☆ مرتد، مجوسی، بت پرست اور محرم (احرام والے) کا ذبیحہ حرام ہے۔

☆ ذبح کرنے والا اگر جان بوجھ کر بسم اللہ پڑھنا چھوڑ دے، تو ذبیحہ مردہ کے حکم میں ہوگا، اس کا کھانا جائز نہیں ہوگا، البتہ اگر بھول سے چھوڑ دیا ہو، تو اس کا ذبیحہ کھایا جائے گا۔

حرام اور مکروہ جانور :

☆ تمام درندے جانور جو دانت سے شکار کرتے ہیں ان کا کھانا حرام ہے، جیسے: شیر، چیتا، بھیڑیا لومڑی، کتا، بلی، ہاتھی اور بندر وغیرہ۔

☆ اسی طرح ایسے تمام پرندے جو چنگول سے اپنا شکار کرتے ہیں، ان کا کھانا بھی حرام ہے، جیسے: چیل، گدھ، عقاب، شاہین، شکرا، کالا کوا وغیرہ۔

☆ بجو اور گوہ (گھوڑ پھوڑ) اور تمام حشرات الارض کا کھانا مکروہ ہے۔

☆ پالتو گدھے اور خچر کا کھانا ناجائز ہے۔

☆ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک گھوڑے کا کھانا مکروہ تنزیہی ہے، البتہ خرگوش کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

☆ پانی میں رہنے والے جانوروں میں سے سوائے مچھلی کے کسی کا کھانا جائز نہیں ہے۔ البتہ جو مچھلی پانی میں مر کر الٹ جائے اس کا کھانا مکروہ ہے۔

☆ جن جانوروں کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے، ان کو اگر ذبح کر دیا جائے تو اس کا چمڑا اور گوشت پاک ہو جائے، مگر خنزیر اور انسان کا چمڑا پاک نہیں ہوتا ہے۔

I مختصر سوالات :

(۱) کن لوگوں کا ذبیحہ حلال ہے؟

(۲) کن لوگوں کا ذبیحہ حرام ہے؟

(۳) ذبح کرنے والا جان بوجھ کر بسم اللہ چھوڑ دے تو کیا حکم ہے؟

(۴) ذبح کرنے والا بھول کر بسم اللہ نہ پڑھے تو کیا حکم ہے؟

(۵) کون سے جانور حرام ہیں؟

(٦) کون کون سے پرندے حرام ہیں؟

(۷) پالتو گدھے اور خچر کا کیا حکم ہے؟

II جوڑیاں ملائیے !

اہل کتاب کا ذبیحہ	(	)	ناجائز
بت پرست کا ذبیحہ	(	)	مکروہ تنزیہی
گھوڑ پھوڑ کا کھانا	(	)	حلال
پالتو گدھا	(	)	حرام
گھوڑا	(	)	کوئی حرج نہیں
خرگوش کا کھانا	(	)	مکروہ

III تفصیلی سوالات :

(۱) کن لوگوں کا ذبیحہ حلال ہے اور کن لوگوں کا ذبیحہ حرام ہے؟

(۲) ذبح کے وقت بسم اللہ چھوڑ دینے کا کیا حکم ہے؟

(۳) کون سے جانور اور پرندے حرام ہیں؟

(۴) گھوڑ پھوڑ وغیرہ کے کھانے کا کیا حکم ہے؟

(۵) پالتو گدھا اور گھوڑا کے کھانے کا کیا حکم ہے؟

(٦) پانی میں رہنے والے جانور کے کھانے کا کیا حکم ہے؟

(۷) کن جانوروں کا چمڑا ذبح کرنے سے پاک ہو جاتا ہے اور کن کا پاک نہیں ہوتا؟

IV عملی کام:

حلال، حرام اور مکروہ جانوروں کی فہرست تیار کیجئے!

حلال جانور	حرام جانور	مکروہ جانور
۱	۱	۱
۲	۲	۲
۳	۳	۳
۴	۴	۴
۵	۵	۵

ذبح کا مستحب طریقہ

☆ ذبح، حلق اور سینہ کے درمیان موجود رگوں کو کاٹنے کو کہتے ہیں۔

☆ ذبح میں کاٹے جانے والی رگیں چار ہیں:

حلقوم (سانس کی رگ)

مُری (کھانے کی رگ)

دوشہ رگ (خون کی دو رگیں)

☆ ذبح میں یہ چاروں رگیں کٹ جائیں یا تین رگیں کٹ جائیں تو ذبیحہ حلال ہو جائے گا۔

☆ چاقو، چھری اور ہر دھاردار چیز سے ذبح کرنا جائز ہے۔

☆ تیز دھاروالی چھری سے ذبح کرنااور ذبح کرتے وقت چھری تیز کر لینا مستحب ہے۔

☆ ذبح کرتے وقت حرام مغز تک چھری پہونچا دینا اور سرا الگ کر دینا مکروہ ہے، لیکن ذبیحہ حلال ہوگا۔

☆ جانور کو سر کے پچھلے حصہ کی طرف سے ذبح کرنا مکروہ اور خلاف سنت ہے، سر کے پچھلے حصہ سے ذبح کرتے وقت اگر رگیں کٹنے سے پہلے جانور زندہ رہا ہو پھر رگیں کٹی ہوں تو اس کا کھانا جائز ہے لیکن اگر رگیں کٹنے سے پہلے ہی جانور مر گیا بعد میں رگیں کٹی تو اس کا کھانا جائز نہیں ہوگا۔

☆ گائے اور بکری وغیرہ کو ذبح کرنا مستحب ہے، ان کو نحر کرنا مکروہ ہے۔ اونٹ کو نحر کرنا

مستحب ہے،اس کوذبح کرنا مکروہ ہے۔

☆ نحر یہ ہے کہ اونٹ کو کھڑے ہوئے حالت ہی میں سینہ کے پاس جمع رگیں کاٹ دی جائیں۔

☆ ذبح کے بعد اگر جانور کے پیٹ سے مرا ہوا بچہ نکلے،تو اس کو نہیں کھایا جائے گا، خواہ اس کے بال نکلے ہوں یا نہ نکلے ہوں۔

☆ جنگلی جانور اگر مانوس ہو جائے تو اس کو ذبح کیا جائے گا،اور پالتو جانور اگر وحشی ہو جائے یا بدک جائے تو اس کو زخمی اور قتل کیا جائے گا، کیوں کہ جب ذبح اختیاری پر قدرت نہ ہو تو ذبح اضطراری کیا جائے گا۔

I مختصر سوالات:

(۱) ذبح کسے کہتے ہیں؟

(۲) ذبح میں کاٹے جانے والی رگیں کتنی ہیں؟

(۳) کن چیزوں سے ذبح کرنا جائز ہے؟

(۴) کسی چھری سے ذبح کرنا مستحب ہے؟

(۵) کس طرح ذبح کرنا مکروہ ہے؟

(۶) گائے کو ذبح کرنا مستحب ہے یا نحر؟

(۷) نحر کسے کہتے ہیں؟

II تفصیلی سوالات:

(۱) ذبح کی رگیں کون کون سی ہیں اور کتنی رگوں کا کاٹنا ضروری ہے؟

(۲) جانور کو سر کے پچھلے حصہ کی طرف سے کاٹنے کا کیا حکم ہے؟

(۳) کن جانوروں کو ذبح کرنا مستحب ہے اور کن کو نحر کرنا مستحب ہے؟

(۴) ذبح کئے ہوئے جانور کے پیٹ سے بچہ نکلے تو اس کا کیا حکم ہے؟

III خالی جگہوں کو پر کرو!

(۱) ذبح میں کاٹی جانے والی رگیں .... ہیں۔

(۲) تیز چھری سے ذبح کرنا............ ہے۔

(۳) ذبح میں سر الگ کر دینا............ ہے۔

(۴) گائے کو............ کرنا مستحب ہے۔

(۵) اونٹ کو............ کرنا مستحب ہے۔

نگاہ کا حکم

☆ مرد کے لئے اجنبی عورت کو دیکھنا جائز نہیں ہے، البتہ مجبوری میں چہرہ اور ہتھیلی دیکھنے کی اجازت ہے۔

☆ اگر شہوت کا اندیشہ ہو تو عورت کے چہرہ کو دیکھنا جائز نہیں ہے، البتہ قاضی جب کسی عورت کے خلاف فیصلہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے، اسی طرح ڈاکٹر علاج کے لئے مرض کی جگہ کو دیکھ سکتا ہے۔

☆ ناف سے لے کر گھٹنے کے درمیان کو چھوڑ کر ایک مرد دوسرے مرد کے پورے بدن کو دیکھ سکتا ہے۔

☆ ناف سے گھٹنے تک کو چھوڑ کر ایک مسلمان عورت دوسری مسلمان عورت کے بدن کو دیکھ سکتی ہے۔

☆ مرد محرم عورتوں کا چہرہ، سر، سینہ، پنڈلی اور بازو دیکھ سکتا ہے، البتہ پیٹھ، پیٹ اور ران نہیں دیکھ سکتا۔ محرم رشتہ داروں کے لئے جسم کے جن حصوں کا دیکھنا جائز ہے ان کا چھونا بھی جائز ہے۔

احتکار :

☆ احتکار یہ ہے کہ قیمت بڑھنے کے انتظار میں سامان کو فروخت کرنے سے روک لیا جائے۔

☆ آدمی اور جانور کی غذائی اشیاء کا احتکار کرنا مکروہ ہے، جبکہ احتکار سے شہر والوں کو نقصان پہونچتا ہو۔

☆ جو شخص اپنی زمین کے غلہ کو روک لے یا دوسرے شہر سے لا کر Stock کر لے تو وہ احتکار کرنے والا نہیں سمجھا جائے گا۔

بادشاہ اور حاکم کے لئے سامان کی قیمت مقرر کرنا مناسب نہیں، مگر جب مہنگائی سے لوگ پریشان ہو رہے ہوں، تو حاکم سامان کی مناسب قیمت مقرر کرے گا۔

I مختصر سوالات :

(۱) مرد کے لئے اجنبی عورتوں کو دیکھنے کا کیا حکم ہے؟

(۲) ایک مرد دوسرے مرد کے کس حصے کو دیکھ سکتا ہے؟

(۳) ایک عورت اجنبی مرد کے کس حصے کو دیکھ سکتی ہے؟

(۴) ایک عورت دوسری عورت کے کس حصے کو دیکھ سکتی ہے؟

(۵) احتکار کسے کہتے ہیں؟

(۶) احتکار کا کیا حکم ہے؟

II تفصیلی سوالات :

(۱) کسی مرد کے لئے محرم عورتوں کے کن حصوں کا دیکھنا جائز ہے اور کن حصوں کا دیکھنا جائز نہیں ہے؟

(۲) احتکار کی تعریف اور اس کا حکم بیان کیجئے!

(۳) کونسی صورت احتکار میں شامل نہیں ہے؟

(۴) حاکم کے لئے سامان کی قیمت مقرر کرنے کا کیا حکم ہے؟

III خالی جگھوں کو پر کیجئے !

اگر شہوت کا اندیشہ ہو تو .... کے چہرہ کو دیکھنا جائز نہیں ہے، البتہ .... جب کسی عورت کے خلاف .... کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کا .... دیکھ سکتا ہے، اسی طرح ڈاکٹر .... کے لئے .... کی جگہ کو دیکھ سکتا ہے۔

قسم کا بیان

قسم کی قسمیں اور ان کا حکم:

☆ قسم کی تین قسمیں ہیں: (۱) غموس، (۲) لغو (۳) منعقدہ

☆ قسم غموس یہ ہے کہ گزرے ہوئے واقعہ کے بارے میں جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی جائے، مثلاً: کوئی جھوٹی قسم کھا کر کہے کہ اس نے کل کھانا نہیں کھایا ہے۔

☆ ایسی قسم کھانے والا گنہ گار ہوگا، اور سوائے توبہ واستغفار کے اس کا کفارہ نہیں ہے۔

☆ قسم لغو یہ ہے کہ گزرے ہوئے واقعہ کے بارے میں قسم کھا کر بتائے، حالاں کہ حقیقت اس کے برخلاف ہو، اور وہ اسی کو صحیح سمجھ رہا ہو، جیسے: قسم کھا کر کوئی کہے کہ میں نے نسیم کو کل چارمینار کے پاس دیکھا ہے، حالاں کہ کل نسیم چارمینار کی طرف گیا ہی نہیں تھا۔

قسم لغو کے بارے میں امید ہے کہ اللہ اس پر پکڑ نہیں فرمائیں گے۔

☆ قسم منعقدہ یہ ہے کہ مستقبل (Future) میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائے، جیسے: کوئی یہ قسم کھائے کہ میں تم سے ہمیشہ سچ بولوں گا، یا تم سے کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا، اگر وہ قسم کے خلاف کرے تو وہ حانث ہو جائے گا، اور اس پر قسم کا کفارہ لازم ہوگا۔

☆ قسم کھانے والا جان بوجھ کر، زبردستی یا بھول کر قسم کھائے سب کا حکم برابر ہے، اسی طرح جس کام کے کرنے کی قسم کھائی ہے، وہ کام جان بوجھ کر کرے زبردستی یا بھول کر کرے، اس کی قسم پوری ہو جائے گی۔

I مختصر سوالات :

(۱) قسم کی کتنی قسمیں ہیں؟

(۲) قسم کی قسمیں بیان کیجئے!

(۳) کیسی قسم کھانے والا گنہ گار ہو گا؟

(۴) کونسی قسم کا کفارہ نہیں ہے؟

(۵) قسمِ لغو کا کیا حکم ہے؟

II تفصیلی سوالات :

(۱) قسم کی کتنی اور کیا کیا قسمیں ہیں؟

(۲) قسم غموس کی تعریف اور اس کا حکم بیان کیجئے!

(۳) قسم منعقدہ کی تعریف اور اس کا حکم بیان کیجئے!

(۴) جان بوجھ کر اور زبردستی قسم کھانے والے کے حکم میں کیا کوئی فرق ہے؟

قسم کا انعقاد

☆ اللہ تعالیٰ یا اس کے کسی نام جیسے رحمٰن اور رحیم یا اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت کی قسم کھانی چاہئے، جیسے: اللہ تعالیٰ کی قسم، رحمٰن اور رحیم کی قسم یا اللہ کی عزت، جلال اور کبریائی کی قسم۔

☆ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کے نام کی قسم کھانا جائز نہیں ہے۔

☆ اگر کوئی کہے کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو میں یہودی، نصرانی، یا مشرک یا کافر ہوں تو قسم منعقد ہو جائے گی۔

☆ اگر کوئی کہے کہ میں فلاں کام کروں تو مجھ پر اللہ کا غضب یا اس کی ناراضگی ہو تو قسم منعقد نہیں ہوگی۔

☆ اگر کوئی کہے کہ میں نے فلاں کام کیا ہو تو میں بدکار یا شراب خور یا سود خور ہوں تو اس سے قسم منعقد نہیں ہوگی۔

☆ اللہ کی قسم کی بجائے کوئی اللہ کا عہد و پیمان کہے یا یوں کہے مجھ پر نذر ہو یا اللہ کی نذر تو یہ قسم سمجھی جائے گی۔

☆ جو شخص کسی گناہ کی قسم کھائے، مثلاً: وہ نماز نہیں پڑھے گا، یا اپنے والد سے بات نہیں کرے گا، یا فلاں کو قتل کر دے گا، تو اس کے لئے یہی مناسب ہے کہ وہ قسم توڑ دے اور قسم کا کفارہ ادا کرے۔

☆ جو شخص قسم کھا کر کہے کہ وہ آسمان پر چڑھ جائے گا، یا اس پتھر کو سونے میں تبدیل کر دے گا، تو اس کی قسم منعقد ہو جائے گی، اور وہ قسم کھانے کے بعد ہی حانث ہو جائے گا۔

I مختصر سوالات:

(۱) کس کی قسم کھانی چاہیے؟

(۲) کس کی قسم کھانا جائز نہیں ہے؟

(۳) کس صورت میں قسم منعقد ہو جائے گی؟

(۴) کس صورت میں قسم منعقد نہیں ہوگی؟

(۵) اللہ کی نذر کہنے پر کیا قسم منعقد ہو جائے گی؟

II تفصیلی سوالات:

(۱) گناہ کے کام کی قسم کھانے کا کیا حکم ہے؟

(۲) ناممکن کام کی قسم کھانے کا حکم بیان کیجئے!

قسم کا کفارہ

☆ قسم کا کفارہ اولاً تین چیزیں ہیں:

(۱) دس مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلانا۔

(۲) یا دس مسکینوں کو ایک کپڑا پہنانا۔

(۳) یا ایک غلام آزاد کرنا۔

☆ اگر ان تینوں میں سے کسی کی گنجائش نہ ہو تو تین دن مسلسل روزہ رکھنا ضروری ہوگا۔

☆ کم سے کم اتنا کپڑا دینا ضروری ہوگا جس میں نماز ہو سکے۔

☆ جس نے قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کر دیا، تو یہ کافی نہیں ہوگا، قسم توڑنے کے بعد دوبارہ کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

☆ کسی کافر نے قسم کھائی، پھر کفر کی حالت میں یا اسلام لانے کے بعد اس نے قسم توڑ دیا، تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

☆ جس نے اپنے اوپر کوئی چیز حرام کر لی، تو وہ حرام نہیں ہوگی، البتہ اس کو استعمال کرنے پر قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا، چنانچہ اگر اس نے کہا: ہر حلال چیز میرے اوپر حرام ہے، تو اس سے مراد کھانے پینے کی چیز ہوگی، مگر یہ کہ کھانے پینے کے علاوہ دوسری چیز کی بھی نیت کرے۔

I مختصر سوالات :

(۱) قسم کا کفارہ کیا ہے؟

(۲) اگر ان تینوں کی گنجائش نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

(۳) کم سے کم کتنا کپڑا دینا ضروری ہوگا؟

(۴) قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کرنا کافی ہوگا یا نہیں؟

II تفصیلی سوالات:

(۱) قسم کے کفارہ کی تفصیل بیان کریں۔

(۲) کفر کی حالت میں قسم کھانے کا کیا حکم ہے؟

(۳) کسی نے اپنے اوپر کوئی چیز حرام کر لی تو اس کا کیا حکم ہے؟

وصیت کا بیان

☆ وصیت ایسی تملیک ہے جو وصیت کرنے والے کے مرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

☆ اپنی جائداد اور منافع کی دوسرے کو وصیت مستحب ہے، یہ واجب نہیں ہے۔

☆ وارث کے لئے وصیت کرنا جائز نہیں ہے، مگر یہ کہ وصیت کے کرنے والے کے مرنے کے بعد تمام ورثاء اس کی اجازت دے دیں۔

☆ ایک تہائی مال اور جائداد سے زیادہ کی وصیت کرنا جائز نہیں ہے۔

☆ قاتل کے لئے وصیت کرنا جائز نہیں ہے۔

☆ وصیت قبول کرنے کا اعتبار وصیت کرنے والے کے مرنے کے بعد ہوگا، اس کی زندگی میں قبول یا رد کرنے کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

☆ مستحب ہے کہ ایک تہائی سے کم مال کی وصیت کی جائے۔

☆ وصیت کو نافذ کرنے کے لئے مرنے والے نے ایک وصی مقرر کیا، اس نے وصیت کرنے والے (موصی) کی وصیت کی ذمہ داری قبول کرلی اور دوسرے کے سامنے انکار کر دیا، تو یہ انکار معتبر نہیں ہوگا۔ اگر موصی کے سامنے انکار کر دے تو انکار معتبر ہوگا۔

☆ وصیت کی جائداد/ سامان (مُوصًی بہٖ) پر ملکیت وصیت قبول کرنے سے ہوتی ہے، جیسا کہ ہبہ پر ملکیت ہبہ قبول کرنے سے ہوتی ہے، مگر ایک مسئلہ میں بغیر قبول کئے بھی ملکیت حاصل ہو جاتی ہے، وہ یہ کہ وصیت کرنے والے (موصی) کی موت ہو جائے، پھر قبول کئے بغیر

اس کی موت ہو جائے جس کے حق میں وصیت کی گئی تھی یعنی : موصی لہ، تو ایسی صورت میں وصیت کی جائداد (مُوصٰی بہٖ) موصی لہ کے ورثاء کی ملکیت میں داخل ہو جائے گی۔

☆ بچے کا وصیت کرنا درست نہیں ہوگا۔

☆ وصیت کرنے والے (موصی) کے لئے وصیت سے رجوع کرنا جائز ہے۔

☆ وصیت کرنے والا صاف طور پر رجوع کرے تو یہ رجوع سمجھا جائے گا، اگر وصیت کا انکار کرے تو یہ رجوع نہیں ہوگا۔

مختصر سوالات :

(۱) وصیت کی تعریف کیجئے!

(۲) وصیت واجب ہے یا مستحب ہے؟

(۳) کسی کے لئے وصیت کرنا جائز نہیں ہے؟

(۴) قاتل کے لئے وصیت کا کیا حکم ہے؟

(۵) کتنے مال سے زیادہ وصیت کرنا جائز نہیں ہے؟

(۶) کتنے مال کی وصیت کرنا مستحب ہے؟

(۷) وصیت کرنے والے کو کیا کہتے ہیں؟

(۸) جس کے حق میں وصیت کی جائے اسے کیا کہتے ہیں؟

(۹) وصیت کے سامان کو کیا کہتے ہیں؟

(۱۰) وصیت نافذ کرنے والے کو کیا کہتے ہیں؟

(۱۱) بچے کا وصیت کرنا کیسا ہے؟

(۱۲) وصیت سے رجوع کرنا کیسا ہے؟

II تفصیلی سوالات :

(۱) وصی نے وصیت کی ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کیا تو کیا حکم ہے؟

(۲) وصیت کے مال پر ملکیت کب حاصل ہوتی ہے؟

(۳) وصیت سے رجوع کرنے کا کیا حکم ہے؟

III جوڑیاں ملایئے!

موصی	وصیت نافذ کرنے کا ذمہ دار
موصی لہ	تہائی سے کم
موصی بہ	تہائی مال سے زیادہ
وصی	وصیت کرنے والا
مستحب وصیت	جس کے حق میں وصیت کی گئی
ناجائز وصیت	ناجائز
وارث کے لئے وصیت	وصیت کا مال

نکاح کا بیان

- نکاح ایجاب وقبول سے منعقد ہوتا ہے، جیسے دلہن کے والد نے دو گواہوں کے سامنے یا نکاح کی محفل میں دولہا سے کہا کہ میں اپنی فلاں لڑکی کو تمہارے نکاح میں دیا، دولہا نے اسے قبول کرلیا تو نکاح منعقد ہو گیا۔
- دو مسلمان عاقل و بالغ مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کرنا ضروری ہے، گواہ کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوگا۔
- مسلمان اور اہلِ کتاب کی عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔
- کافر، مشرک بت پرست اور محرم عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے، قادیانیوں سے نکاح کرنا بھی ناجائز ہے۔
- احرام کی حالت میں نکاح کرنا جائز ہے۔
- عاقل بالغ لڑکی کا نکاح اس کی رضامندی سے منعقد ہو جاتا ہے، اگرچہ کہ اس کے سرپرست ولی نے اس کا نکاح نہ کرایا ہو، لیکن عورت کے لئے اپنے سرپرست کی نگرانی میں نکاح کرانا مستحب ہے۔
- سرپرست کے لئے عاقل بالغ عورت کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر کرنا جائز نہیں ہے۔

I مختصر سوالات:

(۱) نکاح کن چیزوں سے منعقد ہوتا ہے؟

(۲) ایجاب وقبول کے لئے کیا ضروری ہے؟

(۳) کن عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے؟

(۴) احرام کی حالت میں نکاح کرنے کا کیا حکم ہے؟

(۵) قادیانیوں سے نکاح کرنے کا کیا حکم ہے؟

II تفصیلی سوالات:

(۱) ایجاب وقبول سے کس طرح نکاح منعقد ہوتا ہے؟ مثال سے واضح کریں۔

(۲) کیسے گواہ کی موجودگی میں ایجاب وقبول ضروری ہے؟

(۳) نکاح میں عورت کی رضامندی کا کیا حکم ہے؟

III ایک، دو لفظ میں جواب دیجئے!

اہل کتاب عورتوں سے نکاح	( )
کافر مشرک سے نکاح	( )
قادیانوں سے نکاح	( )
احرام کی حالت میں نکاح	( )
گواہ کے بغیر نکاح	( )
نکاح منعقد ہوتا ہے	( )
سرپرست کی نگرانی میں نکاح	( )

محرم عورتوں کا بیان

جن رشتہ دار عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے، ان کو محرم کہا جاتا ہے، وہ مندرجہ ذیل ہیں:
ماں، دادی، نانی، بیٹی، پوتی، نواسی، بہن، بھانجی، پھوپھی، خالہ، بھتیجی ساس، بیوی کی بیٹی، سوتیلی ماں، بہو، رضاعی ماں، رضاعی بہن، رضاعی بیٹی، رضاعی خالہ اور رضاعی پھوپھی وغیرہ۔

اسی طرح دو حقیقی بہن پھوپھی اور اس کی بھتیجی اور خالہ اور اس کی بھانجی کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا حرام ہے۔

جس عورت کو شوہر نے طلاق بائن دے دی ہو تو شوہر کے لئے سالی سے نکاح کرنا اس وقت تک جائز نہیں ہوگا جب تک کہ بیوی کی عدت نہ گزر جائے۔

کفاءت کا بیان:

کفاءت کا مطلب یہ ہے کہ لڑکی کے معیار کے برابر اس کا شوہر ہو، مندرجہ ذیل چیزوں میں کفاءت کا اعتبار کیا گیا ہے۔

(۱) نسب (۲) دین داری (۳) مال (۴) پیشہ

اگر کوئی عورت نے سرپرست کی مرضی کے بغیر اپنا نکاح کیا اور اس نے کفاءت کی رعایت نہیں کی، تو اس کے سرپرست کو شوہر سے علاحدہ (تفریق) کرا دینے کا حق ہوگا۔

اسی طرح اگر عورت سرپرست کی مرضی کے بغیر نکاح میں مہر مثل سے کم اپنا مہر مقرر کرایا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک سرپرست کو اعتراض کا حق ہوگا۔ یا تو اس کا مہر مکمل کر دے، یا علاحدہ

کر دے۔

اگر باپ نے اپنی چھوٹی بیٹی کا نکاح کرایا اور مہر مثل سے کم اس کا مہر طے کیا، یا اپنے چھوٹے بیٹے کے نکاح میں مہر مثل سے زیادہ مہر طے کیا تو یہ جائز ہوگا، باپ اور دادا کے علاوہ دوسرے کے لئے یہ جائز نہیں ہوگا۔

I مختصر سوالات:

(۱) محرم عورتوں سے کیا مراد ہے؟

(۲) کفاءت کا کیا مطلب ہے؟

(۳) کن چیزوں میں کفاءت کا اعتبار کیا گیا ہے؟

(۴) اگر عورت نے کفاءت کی رعایت نہیں کی تو اولیاء کو کس بات کا اختیار ہوگا؟

II تفصیلی سوالات

(۱) کون کون عورتیں محرم ہیں؟

(۲) کن دو عورتوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا حرام ہے؟

(۳) سالی سے نکاح کا کیا حکم ہے؟

(۴) اگر عورت نے مہر مثل سے کم اپنا مہر طے کیا تو کیا حکم ہے؟

III خالی جگھوں کو پر کیجئے!

اگر باپ نے اپنی چھوٹی بیٹی کا............کرایا اور مہر مثل سے کم اس کا............ طے کیا، یا اپنے چھوٹے بیٹے کے نکاح میں............ سے زیادہ مہر طے کر دیا تو یہ............ ہوگا، باپ اور ....کے علاوہ دوسرے کے لئے یہ جائز نہیں ہوگا۔

مہر کا بیان

مہر کی دو قسمیں ہیں: (۱) مہر مسمی (۲) مہر مثل

مہر مسمی وہ مہر ہے جو نکاح کے وقت یا نکاح کے بعد آپس میں مل کر طے کیا گیا ہو۔

مہر مثل یہ ہے کہ کسی عورت کے دادیہالی رشتہ دار میں عورتوں کا جو مہر ہے وہی اس عورت کا اصل مہر قرار دیا جائے۔

مہر مثل میں عورت کی بہن، پھوپھی اور چچا کی بیٹی کے مہر کو معیار بنایا جائے گا، عورت کی ماں اور خالہ کے مہر کو معیار نہیں بنایا جائے، جب کہ وہ عورت کے خاندان کی نہ ہوں۔

مہر مثل میں یہ دیکھا جائے گا کہ دو عورتیں عمر، خوب صورتی، مال، سمجھ، دینداری، شہر اور زمانہ میں یکساں ہوں۔

نکاح کے وقت اگر مہر مقرر نہ کیا گیا ہو تو بھی نکاح درست ہو گا، اگر نکاح کے وقت یا اس کے بعد مہر طے نہیں کیا گیا تو مہر مثل ادا کیا جائے گا۔

مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم (۱) (=۳۱ گرام چاندی) ہے، زیادہ کی کوئی حد نہیں، البتہ بہت زیادہ مہر مقرر کرنا مکروہ ہے۔

(۱) ایک درہم و=۳ء۶۱۰۸

ازواج مطہرات اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مہر ۵۰۰ درہم (=۱۵۳۰ء۹۰۰ چاندی) تھا۔

I مختصر سوالات:

(۱) مہر کی کتنی قسمیں ہیں؟

(۲) مہر مسمی کسے کہتے ہیں؟

(۳) مہر مثل کیا ہے؟

(۴) مہر کی کم سے کم مقدار کیا ہے؟

(۵) بہت زیادہ مہر مقرر کرنا کیسا ہے؟

(٦) حضرت فاطمہؓ اور ازواج مطہرات کا مہر کتنا تھا؟

II تفصیلی سوالات:

(۱) مہر مثل میں کون عورتوں کے مہر کو معیار بنایا جائے گا؟

(۲) مہر مثل میں دو عورتوں کے درمیان کن چیزوں میں یکسانیت ہونی چاہیئے؟

II خالی جگھوں کو پر کیجئے!

(۱) مہر کی .... قسمیں ہیں: ....

(۲) مہر کی کم سے کم مقدار .... ہے

(۳) مہر فاطمی کی مقدار .... ہے

(۴) نکاح کے وقت اگر مہر مقرر نہ کیا گیا ہو تو بھی نکاح .... ہوگا۔

(۵) نکاح کے وقت یا اس کے بعد مہر طے نہیں کیا گیا تو .... ادا کیا جائے گا۔

ولی کا بیان

لڑکا اور لڑکی کے نکاح کرنے کا اختیار جن لوگوں کو ہے، ان کو ولی کہتے ہیں، جیسے: باپ، دادا، بھائی، بھتیجا، چچا، چچا کا بیٹا، اپنا بیٹا، ماں، بہن، خالہ وغیرہ۔

- مندرده ذیل لوگ مسلمان کے ولی نہیں بن سکتے ہیں: بچہ، پاگل اور کافر۔
- ولایت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ولایتِ اجبار (۲) ولایتِ اختیار

- نابالغ لڑکا یا لڑکی پر ولی کو ولایتِ اجبار حاصل ہوتا ہے، یعنی ان کی پسند اور ناپسند کا خیال کئے بغیر ان کا نکاح کرانے کا حق حاصل ہے۔
- بالغ لڑکا یا لڑکی پر ان کے اولیاء کو ولایتِ اختیار حاصل ہوگا، بالغ لڑکا یا لڑکی کا نکاح ان کی مرضی کے خلاف کرنے کا ولی کو حق نہیں ہوگا۔
- نابالغ لڑکا یا لڑکی کا نکاح اگر ان کے باپ دادا نے کیا ہو تو بالغ ہونے کے بعد ان کو خیار بلوغ حاصل نہیں ہوگا، البتہ اگر باپ، دادا کے علاوہ کسی دوسرے ولی نے نکاح کرایا ہو تو بالغ ہونے کے بعد ان کو خیار بلوغ حاصل ہوگا، یعنی بالغ ہوتے ہی یہ اختیار ہوگا کہ وہ چاہیں تو اس نکاح کو باقی رکھیں اور چاہیں تو رد کر دیں۔
- لڑکا یا لڑکی کا قریب ترین ولی غائب ہو، یعنی وہ اتنی دور ہو کہ وہاں تک پہنچنا مشکل ہو اور نہ ہی خط، فون وغیرہ کے ذریعہ اس سے مشورہ لینا ممکن ہو تو اس کے بعد والے ولی کے لئے نکاح کرانا جائز ہے۔

✿ کسی پاگل بیوہ عورت کا باپ اور بیٹا دونوں موجود ہوں تو امام ابوحنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس کا بیٹا نکاح کرانے کا زیادہ حق دار ہوگا، جب کہ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ پاگل عورت کے باپ کو نکاح کرانے کا پہلے حق دیا جائے گا۔

I مختصر سوالات:

۱) ولی کسے کہتے ہیں؟

۲) کون لوگ مسلمان کے ولی نہیں بن سکتے؟

۳) ولایت کی کتنی قسمیں ہیں؟ بیان کریں۔

۴) ولایتِ اجبار کن پر حاصل ہوتی ہے؟

۵) ولایتِ اختیار کن پر حاصل ہوتی ہے؟

II تفصیلی سوالات:

۱) ولی میں کون کون لوگ شامل ہیں؟ بیان کریں!

۲) کس صورت میں خیار بلوغ حاصل ہوگا اور کس صورت میں نہیں؟

۳) قریب ترین ولی کے بجائے بعد والے ولی کے لئے نکاح کرانا کب جائز ہوگا؟

۴) پاگل بیوہ عورت کے نکاح کا ولی کون ہوگا؟

III جوڑیاں ملائیے!

ولایت کی قسمیں	نابالغ پر
ولی	بالغ پر
ولایتِ اجبار	دو
ولایتِ اختیار	بالغ ہونے کے بعد اختیار رد
خیارِ بلوغ	باپ، بھائی

بین مذاہب نکاح

- اہل کتاب کی عورتوں سے مسلمان مرد کا نکاح کرنا جائز ہے، لیکن نہ کرنا بہتر ہے۔
- اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کے مردوں سے مسلمان عورتوں کا نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔
- کافر، مشرک، بت پرست، مجوسی اور قادیانی وغیرہ کے مرد وعورت سے کسی مسلمان مرد و عورت کا نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔
- اگر شوہر، بیوی میں سے کوئی ایک مرتد ہو جائے تو ان کے درمیان جدائی واقع ہو جائے گی اور یہ جدائی طلاق شمار نہیں ہوگی، اگر مرتد ہونے والا شوہر ہو اور اس نے بیوی کے ساتھ خلوت کیا ہو تو عورت کو مکمل مہر ملے گا، اگر خلوت نہ ہوئی ہو تو آدھا مہر ملے گا، اگر مرتد ہونے والی عورت ہو اور خلوت سے قبل وہ مرتد ہوگئی ہو تو اس کو کچھ بھی مہر نہیں ملے گا، اور اگر خلوت کے بعد مرتد ہوئی ہو تو مکمل مہر ملے گا۔
- اگر مرد وعورت دونوں ایک ساتھ مرتد ہوئے اور پھر ایک ساتھ اسلام لے آئے تو وہ دونوں اپنے نکاح پر باقی رہیں گے۔
- کسی کافر نے دوسری کافر عورت سے بغیر گواہ کے نکاح کیا، یا کسی کافر عدت گذارنے والی عورت سے نکاح کیا اور ایسا نکاح ان کے مذہب کے مطابق جائز ہو، پھر وہ دونوں اسلام لے آئیں تو پرانے نکاح پر باقی رہیں گے، نکاح کی تجدید کی ضرورت نہیں ہوگی۔
- ماں باپ میں سے کوئی ایک مسلمان ہو تو اولاد اسی کی طرح سمجھی جائے گی، اگر ان میں ایک کتابی ہو اور دوسرا مجوسی تو اولاد کتاب سمجھی جائے گی۔

۞ اگر ماں باپ میں کوئی ایک مسلمان ہو جائے تو اس کے اسلام لانے سے چھوٹی اولاد بھی اسلام لانے والی سمجھی جائے گی۔

I مختصر سوالات:

۱) اہل کتاب سے کیا مراد ہے؟

۲) اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کا کیا حکم ہے؟

۳) اہل کتاب کے مردوں سے نکاح کا کیا حکم ہے؟

۴) کافر، مشرک اور قادیانی وغیرہ سے نکاح کا کیا حکم ہے؟

۵) ماں باپ میں سے کوئی ایک مسلم ہو تو اولاد کو کیا سمجھا جائے گا؟

II تفصیلی سوالات:

۱) میاں بیوی میں سے کوئی ایک مرتد ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

۲) شوہر مرتد ہوا تو کیا حکم ہوگا؟

۳) بیوی مرتد ہوئی ہو تو کیا حکم ہوگا؟

۴) میاں بیوی دونوں ایک ساتھ مرتد ہوئے پھر ایمان لے آئے تو کیا حکم ہوگا؟

III خالی جگہوں کو پر کیجئے!

کسی کافر نے دوسری کافر عورت سے بغیر .... کے نکاح کیا، یا کسی کافر .... گزارنے والی عورت سے نکاح کیا اور ایسا نکاح ان کے .... مطابق جائز ہو، پھر وہ دونوں .... لے آئے تو .... نکاح پر باقی رہیں گے، نکاح کی .... تجدید کی ضرورت نہیں ہوگی۔